اتحاد اسلامی قرآن اور سنت کی روشنی میں

بشیر احمد بٹ*

Abstract

Right from the beginning of his creation, human being was desirous of love and friendship and living a collective life, running away from estrangement and solitariness. This is the reality too that the essence of living a collective life is an inborn instinct and making constant and untiring efforts towards this end is a natural process. Islamic unity is also part of this forward movement. It is this unity under the shadow of which the righteous servants of God representing Ummat-e-Wahida (united Ummah) will be able to establish Allah's government on earth. It is for this very government that the prophets were sent to mankind by Allah with the message of monotheism to prepare the ground and serve as the vanguard. For the sake of establishing this government, the saints and holy men had been stressing all along to maintain unity and solidarity. It is because of this unity that the world had acknowledged the superiority and greatness of Muslim Ummah in the past and this very unity can salvage Muslims from the present state of doom and gloom.

Key words: Collective, Life, Islamic unity, Government, Ummah

مقدمہ

خلقت کی ابتداء ہی سے انسان تنہائی اور اکیلے پن سے دوری کرتے ہوے اجتماعی زندگی اور ایک دوسرے کی محبت اور دوستی کا خواہشمند تھا یا یوں کہا جائے کہ اس نے مشترکہ احساس اور اتحاد و وحدت جیسے مقدس کلمہ کے ساتھ اس کائنات میں آنکھ کھولی جی ہاں حقیقت بھی یہی ہے کہ اس مشترکہ زندگی کا جوہرا نسان کی سرشت میں پایا جاتا ہے اور اختلافات کی گمراہی میں پھنسا ہوا ہر انسان زندگی کے ہر موڑ پر اسی مشترکہ احساس کی تلاش میں پھرتا ہوا نظر آرہا ہے مشترکہ زندگی کے لئے اس کی یہ مسلسل جدوجہد اور انتھک کوشش

* ایم ایس اسکالر شعبہ فلسفہ اسلامی جامعۃ المصطفی العالمیہ، امام خمینی کیمپس

ایک فطری عمل ہے۔ اتحاد اسلامی بھی اسی مسلسل بدوی اور فطری حرکت کی ایک ایسی منزل ہے جہاں پہنچ کے مشترکہ احساس اور اتحاد کا یہ جوہر اپنے تمام معنوں میں حقیقی کمال یا کمال مطلوب کو حاصل کر پاتا ہے یہی وہ اتحاد ہے جسکے سائے میں خدا اپنے صالح بندوں کے ذریعہ سے امت واحدہ کی شکل میں اس ابدی اور لافانی حکومت کو تشکیل میں لائے گا جسکی مقدمہ سازی اور راہ ہموار کرنے کے واسطے انبیاء کرام (علیہم السلام) کا عظیم مجموعہ توحید کا پیغام لے کر بنی نوع انسان کے پاس بھیجے گئے جس کی تشکیل کی جدوجہد کے لئے اولیاء اور اوصیاء الٰہی قدم قدم پر اتحاد اور یکجہتی پر زور دیتے رہے۔ یہی وہ اتحاد ہے جس سے کائنات کے ذرے ذرے پر عدالت، اخوت اور مساوات کی حاکمیت کی روشنائی میں مظلوم اور ستمدیدہ انسانیت اور بشریت، ظلم و ستم، استکبار، استعمار اور نابرابری کا گریبان چاک کر کے اپنے آپ کو ہر طرح کے قید و بند سے آزاد کر کے امنیت اور سلامتی کی نئی فضا میں تازہ سانس لے کے اپنے قلب حزین کو تسکین بخشے گی۔ یہی وہ اتحاد ہے جس کی عظمت اور طاقت سے کل بھی مسلمانوں نے پوری دنیا میں اپنا لوہا منوایا اور آج بھی یہی اتحاد مسلمانوں کی بے بسی اور پسماندگی کی سرنوشت کے لئے نجات اور رہائی کا پیغام لے کے ان کے دلوں کو دستک دے رہا ہے۔ یہی وہ اتحاد ہے جس کے وجود سے ملت اسلامیہ کے فرد فرد کی ہویت، پہچان اور تشخص وابستہ ہے جسکے بحر طلاطم میں ڈوبنے سے ہی ہر فرد مسلمان اپنی بقاء کا صحیح احساس کر پاتا ہے۔

فرد قائم ربط ملت سے تنہا کچھ نہیں   موج ہے دریا میں اور بیرون دریا کچھ نہیں[1]

جی ہاں یہی وہ اتحاد ہے جو مسلمانوں کو حقیقی حیات دے کے نیستی کے ظلمت کدوں سے نور اور روشنائی کے میدانوں کی راهنمائی کرتا ہے۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی جیسے ایک وسیع تاریخی، اجتماعی اور سیاسی موضوع پہ قلم فرسائی کرنا کوئی آسان کام نہیں کیونکہ ایک طرف خود کلمہ اتحاد اسلامی وسعت بیان کا طالب ہے دوسری طرف قرآن اور روایات کے اقیانوس میں جھانک کے اس کے ہر پہلو پر بحث کرنا ناہی مطلوب ہوگا اور ناہی ناچیز کے اندر اتنی قدرت تخلیق، اور ناہی مقالہ کا ضیق وقت اس بات کی اجازت دیتا ہے لیکن ایک فارسی محاورے کے مطابق " گر آب دریا را نتوان کشید۔ ھم بقدر تشنگی می توان چشید "

جی ہاں بندہ حقیر کی یہ ادنی کوشش رفع تشنگی کی حد تک ہے قرآن اور روایات کے بحر بیکراں سے مطلوبہ اور مورد نیاز آیات اور روایتوں کے گوہروں کی غواصی صرف اشارے کے طور پر ہوئی ہے۔

اتحاد اسلامی کی ماہیت اور حقیقت

قرآن اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی کے افہام او تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ سب سے پہلے کلمہ اتحاد کے حقیقی معنی اور مفہوم ہمارے لئے واضح ہو جائے پھر قرآن اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی کی ماہیت اور حقیقت کو تبیین و تفہیم کرنے میں کوئی دقت نہیں ہو گی۔اسی لئے ہم اس مقدس کلمہ کے لغوی اور اصطلاحی دونوں معنوں کی تشریح کرنے کے محتاج ہیں۔

علم لغت میں اتحاد، عینیت اور ایک ہونے کے معنی میں آیا ہے[۲] "اتحاد کے معنی دو یا چند موجودہ چیزوں کا ایک ہو جانا۔"[۳]

اسکا مطلب یہ ہے کہ جب دو یا چند چیزیں ایک چیز میں تبدیل ہو جاتی ہیں تو اتحاد انجام پاتا ہے فلسفی زاویے سے لگتا ہے کہ عالم کثرت میں اتحاد کا عمل ایک ناممکن کام ہے لیکن اگرچہ یہ عالم، عالم کثرت ہے اور اس عالم کثرت میں کثرت سے وحدت اور اتحاد میں تبدیل ہونے کا ہر گز یہ مطلب نہیں ہے کہ ہر چیز یا ہر فرد اپنی اصلی خصوصیتوں (ذات) کو چھوڑ کے دوسری چیز یا فرد میں تبدیل ہو جائے بلکہ یہاں وحدت اور اتحاد سے مراد یہ ہے کہ مختلف افراد "ید واحد" ہو جائیں، مختلف افراد متنوع سلیقوں اور متفاوت نظریات کے ہوتے ہوئے ایک پرچم تلے جمع ہو جائیں ایک مکتب فکر اور آئیڈیولوجی کے حامی ہو جائیں۔

اصطلاحی تعریف: اگرچہ علماء اسلام اور دانشمند حضرات نے مفہومی اعتبار سے اتحاد اسلامی کی تعریف میں ایک ہی جیسی تعریف بیان کی ہے جو مسلمانوں کے مشترکہ بنیادی اعتقادات کو محور اتحاد قرار دینے پر دلالت کرتی ہے لیکن ایک خاص اصطلاحی تعریف ابھی تک مقرر نہیں ہوئی ہے۔ یہاں پہ استاد شہید مرتضی مطہری علیہ رحمہ کا وحدت مسلمین کے حوالے سے یہ قول نقل کرنا مناسب ہو گا آپ اتحاد مسلمین کی وضاحت کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں: "اتحاد مسلمین کے مخالفین وحدت اسلامی کے مفہوم کو غیر منطقی اور غیر عملی بنانے کے واسطے اسے وحدت مذاہب سے تعبیر کرتے ہیں تاکہ پہلے ہی قدم پر اسے ناکام بنائیں۔ حالانکہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلامی دانشمندوں کی نظر میں وحدت اسلامی سے مراد یہ نہیں ہے کہ مختلف مذاہب کو ایک ہی مذہب میں محصور کیا جائے یا ان مذاہب کے مشترکہ امور کو لے کے متفرقات سے نظر اندازی کی جائے جو نہ ہی معقول اور منطقی راہ حل ہے اور نہ ہی مطلوب اور عملی۔ بلکہ ان کی مراد یہ ہے کہ مسلمان اپنے مشترکہ دشمن کے مقابلے میں ایک ہی صف میں جمع ہو جائیں۔۔۔ مسلمانوں کے پاس ایسے

بہت سارے متفقہ امور پائے جاتے ہیں جو ایک مضبوط اتحاد کے ارکان بن سکتے ہیں۔ سارے مسلمان ایک ہی خدا کی عبادت کرتے ہیں، رسول اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نبوت پر ایمان رکھتے ہیں، سبھوں کی کتاب قرآن اور کعبہ ہی سب کا قبلہ ہے، ایک ساتھ ایک ہی طرح کا حج بجالاتے ہیں، ایک ہی طرح سے نماز پڑھتے اور روزہ رکھتے ہیں۔۔۔ایک مشترکہ ثقافت کے حامل ہیں اور ایک عظیم اور باشکوہ تمدن میں آپس میں شریک ہیں۔ جہان بینی، ثقافت، گذشتہ تمدن، فکر و عمل، دینی عقاید، عبادت اور پرستش، اجتماعی آداب و رسوم میں اتحاد اور یکجہتی سے وہ ایک واحد ملت بنا سکتے ہیں جس کی بدولت وہ ایک عظیم طاقت اور قدرت بن کے دنیا کی بڑی طاقتوں کو اپنے سامنے گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر سکتے ہیں[۴] پس اس بنا پر مشترکہ اعتقادات اور اصول اسلامی کے محور اور ارکان کی بنیاد پر اسلامی معاشرے کی سربلندی، عظمت اور طاقت کے واسطے امت واحد کی تشکیل کا نام ہی اتحاد اسلامی ہے۔

اتحاد اسلامی کی ضرورت

اس میں کوئی شک نہیں کہ ایک معاشرے اور قوم کی ترقی، سعادت اور اہداف کی دسترسی ایک دوسرے کے تعاون اور اتحاد کے بغیر ناممکن ہے۔ نوع بشر کی دوام اور نسل نوین کی بقاء کا اساسی اور بنیادی عامل اتحاد اور اتفاق ہی ہے کیونکہ اجتماعی زندگی کی بقاء کا اہم راز اتحاد میں ہی پوشیدہ ہے علمی اور سائنسی تحقیقات سے بھی پتہ چلتا ہے کہ متحدہ جانور اگرچہ کتنے ہی کمزور کیوں نہ ہو، دوسرے طاقت ور جانوروں کے مقابلے میں اپنی زندگی سے زیادہ لطف اندوز ہوتے ہیں اور انکی زندگی زیادہ دیر تک بقاء بھی حاصل کرتی ہیں مثلا: چیونٹیاں باوجود اسکے کہ وہ زمین کی ایک ناتوان اور ضعیف موجود ہیں اور انکے دشمن بھی لاتعداد ہیں لیکن انکی متحد زندگی اور ایک دوسرے کی مدد، تعاون اور شراکت اس بات کا سبب بنتی ہے کہ وہ اپنے گھر بھی بنالیتی ہیں اور کافی مدت کے لئے ذخیرہ اندوزی بھی کرتیں ہیں اور ایک دوسرے کے اتفاق اور اتحاد سے دشمنوں کے خطروں کو ٹالنے اور نابود ہونے سے بچنے کے لئے مشکلات کی راہ حل بھی ڈھونڈتی رہتی ہیں۔ پس عقلی اور منطقی اعتبار سے اتحاد اور یکجہتی بقاء کا عنصر ہے۔

کائنات کا سب سے طاقت ور اور باشعور موجود انسان بھی بدو خلقت سے ہی اجتماعی زندگی کی طرف مائل تھا اجتماع اور اتحاد کا تمایل اسکے اندر ایک فطری امر ہے علامہ طباطبائی اور مرحوم فخر الدین رازی (رحمھما اللہ) سورہ نساء کی آیت نمبر ایک "اے لوگو! اپنے پالنے والے سے ڈرو! وہی جس نے تمھیں ایک اکیلے نفس سے

پیدا کیااور اسکا ھمکفو بھی اسی سے پیدا کیااور ان دونوں سے بہت سے مرد اور خواتین منتشر کئے" کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں: "یہ آیہ مبارکہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ انسان خلقت کے اعتبار سے وحدت سے ہمکنار ہے"[5]

پس اس فطری امر کو زندہ رکھنے اور اپنی بقاء کے خاطر ہی سہی، ہر ذی شعور اور صاحب بصیرت شخص کو اتحاد کی ضرورت کا احساس ہو ہی جاتا ہے اسی لئے اور دوسرے آنے والے دلائل کی بنا پر عالم اسلام میں بھی اتحاد اور وحدت، اختلافات سے دوری، ایک دوسرے سے ہمدردی، الفت اور محبت سے پیش آنا، ایک عقلی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

قرآن اور روایات کی روشنی میں اتحاد اور وحدت کی اہمیت اور ضرورت کا اندازہ تبھی لگایا جا سکتا ہے جب ہم اسکے مقابل میں استعمال کئے جانے والے کلمہ تفرقہ پر، کی گئی مذمت اور بیزاری پر غور و فکر کریں۔ قرآن کریم اتحاد اسلامی کو رحمت اور حبل اللہ سے تعبیر کرتے ہوئے تفرقہ و فرقہ بازی کو شرک، عذاب الٰہی، اسلام سے دوری وغیرہ کے مساوی تلقی کرتا ہے سنت اور روایات میں بھی تفرقہ کی سخت مذمت کی گئی ہے تفرقہ اور اختلاف ڈالنے والے کو واجب القتل، شیطان کا ہمزاد، باغی، جاہل وغیرہ قرار دیا گیا ہے۔ آیات اور روایات کی روشنی میں اتحاد اسلامی کی ضرورت کیوں ہے؟

اتحاد اسلامی کی ضرورت کوئی وقتی ضرورت نہیں ہے جو زمانے کے تقاضوں اور پیشرفت کی وجہ سے وجود میں آتی ہو اور پھر اس تقاضے کے حل کے بعد اس کی موجودیت ہمارے لئے بے فایدہ ہو جائے نہیں ایسا بالکل نہیں ہے چاہے وقتی تقاضے ہوں یا نہ ہوں اتحاد اسلامی کا ہونا ضروری ہے کیونکہ اتحاد اسلامی، اسلام کی ایک اسٹریٹجی (stratige) ہے اسلام کے بنیادوں امور میں سے ہے جس کی ضرورت ہر دور ہر زمان اور ہر مکان میں ہے اسکی ضرورت کل بھی تھی اور آج بھی ہے اور آنے والے کل میں دوچندان ہو جائے گی۔

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اتحاد خدا کی ایسی مضبوط رسی ہے جس کو تھامنے سے گمراہی اور تفرقہ کی ذلت سے نجات ملتی ہے۔ "اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔"[6]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اسی میں اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت اور کامیابی کا راز مضمر ہے تفرقہ انکی عظمت اور ابھت کو ختم کر دیتا ہے۔ "اور آپس میں اختلاف نہ کرو کہ کمزور پڑ جاؤ اور تمہاری ہوا بگڑ جائے۔"[7]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ تفرقہ ڈالنے والوں اور امت مسلمہ کو ٹولیوں میں بانٹنے والوں سے پیغمبر اور اسلام کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"اور جن لوگوں نے اپنے دین میں تفرقہ پیدا کیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں ہے۔"[8]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ قرآن کی نظر میں اختلاف اور تفرقہ ایجاد کرنا مشرکوں اور غیر مسلمانوں کی پالسی ہے۔"اور خبر دار مشرکین میں سے نہ ہو جانا، ان لوگوں میں سے جنہوں نے دین میں تفرقہ پیدا کیا ہے اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔"[9]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ تفرقہ اور اختلاف خدا کے عذاب کا سبب بنتا ہے۔"اور خبر دار ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جنہوں نے تفرقہ پیدا کیا اور واضح نشانیوں کے آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔"[10]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اتحاد اور یکجہتی مشرکین اور اسلام دشمن عناصر کے اندر وحشت اور خوف ایجاد کر کے انہیں اسلام اور امت مسلمہ کے خلاف کوئی بھی کاروائی کرنے سے باز رکھتا ہے۔"کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے پائے مشرکین کو وہ بات سخت گراں گزرتی ہے جس کی تم انھیں دعوت دے رہے ہو۔۔"[11]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ حق اور حقیقت پر مبنی اتحاد خدا کا سیدھا راستہ ہے جس کی وہ خود ہی ہدایت کر رہا ہے اور دوسری راہیں تفرقہ اور گمراہی کے سوا کچھ بھی نہیں ہیں۔"اور یہ ہمارا سیدھا راستہ ہے اس کا اتباع کرو کہ اور دوسرے راستون کے پیچھے نہ ہو جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے اسی کی پروردگار نے ہدایت دی ہے کہ اس طرح شاید متقی اور پرہیز گار بن جاؤ۔"[12]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ تفرقہ اور تعصب مسلمان کو اسلام کے دائرے سے خارج کر دیتا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: ا"وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھتا ہو اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب کی بنا پر لڑائی کرے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھنے کی حالت میں ہی اس دنیا سے چلا جائے۔"[13]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اتحاد رحمت ہے جو خدا کی رحمانیت کا ایک جلوہ ہے جو صالح اور نیک بندوں پہ ہمیشہ سایہ فگن ہے لیکن تفرقہ عذاب ہے جو شیطان اور اسکے پیروکاروں کی برے اعمال کی سزا ہے۔حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:"جماعت (اتحاد) رحمت ہے اور تفرقہ عذاب ہے۔"[14]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ تفرقہ مسلمان کی گردن سے حلقہ اسلام کو توڑ دیتا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"جو(مسلمانوں کی)جماعت سے ایک وجب بھی دوری اختیار کرے خدا اسکی گردن سے حلقہ اسلام کو کھول دیتا ہے۔"[۱۵]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اہل حق کی جماعت نا ہی گمراہی میں مبتلا ہو جاتی ہے اور نا ہی خدا کی مدد سے دور۔ لیکن تفرقہ گمراہی کا باعث بن کے انسان کو دنیا اور آخرت کے عذاب میں دھکیل دیتا ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"خدا نے کبھی بھی اس امت کو گمراہی پر جمع نہیں کیا ہے اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے۔۔۔تم پر واجب ہے کہ مسلمانوں کی عظیم جماعت کے ساتھ ہو جاؤ کیونکہ ایک اکیلے آدمی کا ٹھکانہ دوزخ کی آگ ہے۔"[۱۶]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اختلافات کی وجہ سے باطل اور استعماری طاقتیں مسلمانوں کی تقدیر اور سرنوشت پر حاکم ہو چکی ہے ان کے چنگل سے رہائی اور نجات کا راستہ صرف اتحاد اسلامی میں ہی مضمر ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"جس امت نے بھی اپنے نبی کے بعد اختلاف کیا اسکے اہل باطل اہل حق پر غالب آگئے"[۱۷]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ اختلافات کی وجہ سے کتنی ہی قومیں برباد ہوئی اور آج بھی کتنے ہی اسلامی ممالک اور ملت اسلامیہ کے ہزاروں افراد استعماری اور استکباری طاقتوں کے ہاتھوں مظلوم اور ناحق ہلاک ہو رہے ہیں۔آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:"اختلاف مت کرو! کیونکہ جو تم سے پہلے تھے انھوں نے اختلاف کیا اور ہلاک ہو گئے۔"[۱۸]

اتحاد اسلامی کی ضرورت ہے کیونکہ مسلمانوں کی عزت، سربلندی، حاکمیت، کرامت صرف کلمہ اتحاد میں ہی پوشیدہ ہے۔امام علی علیہ السلام گذشتہ اقوام کے اتحاد اور یکجہتی کے آثار اور برکات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:" گزشتہ قوموں کو دیکھو جب وہ ایک دوسرے سے متحد تھے ان کے دل اور نظریات یکسان تھے ایک دوسرے کے یاور و مددگار تھے شمشیریں ایک دوسرے کی مدد کے لئے اٹھاتے تھے انکے عزم و ارادے ایک تھے، کیا وہ زمین کے مالک نہیں تھے اور دنیا پر حاکم نہیں تھے؟،،[۱۹]

ہے زندہ فقط وحدت افکار سے ملت وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد[۲۰]

پس آیات اور روایات کے اس تناظر میں اختلاف کی کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی ہے بلکہ ہر حال میں ایک مسلمان شخص پر شرعا اور عقلا واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت سے ملحق کرکے اتحاد اسلامی احیاء کرنے میں ایک دوسرے کی مدد کرے۔

اتحاد اسلامی کے بنیادی ارکان اور محور

اتحاد اسلامی کی ضرورت کو بیان کرنے کے بعد آئے اب قرآن اور روایات کی روشنی میں اتحاد اسلامی کے ایسے محور اور ارکان کو بیان کرتے ہیں جنہیں اسلام کے بنیادی ارکان کی حثیت سے پیش کیا جاتا ہے اور جنکی بنیاد پر تمام اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے درمیاں اتحاد اسلامی کو بحال کرنا بھی ایک معقول بات ہو گی۔

ا۔ توحید

ایک ملت کے مشترکہ عقائد اس ملت اور قوم کے افراد کے درمیان اتحاد اور ہمدلی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں خاص کر جب یہ عقیدہ خدا کی وحدانیت جیسے ایک فطری امر پر مبنی ہو اور پوری ملت اور قوم اپنی زندگی کے تمام جوانب کو اسی توحید پر استوار کرتی ہو۔ قرآن مجید توحید کے محور پر مومنین اور مسلمین کو وحدت اور اتحاد کی دعوت دیتا ہے ایک خدا، ایک معبود، ایک خالق کی جانب دعوت، حقیتقت میں سارے معبود کی نفی اور اتحاد اسلامی کے موانع کے ساتھ مقابلہ کرنے کے مساوی ہے ان موانع کو دور کرنے سے خداوند عالم کی عبودیت اور اسی مطلق العنان خدا کی اطاعت اور عبادت کی راہ ہموار ہو جاتی ہے۔ خدا کی یہی بندگی اور اطاعت مومنین اور مسلمین کی وحدت اور اتحاد کا سرچشمہ بن جاتا ہے۔ قرآن کریم کی نگاہ میں بعثت انبیاء کا فلسفہ بھی خدا اور توحید کی بنیاد پر ہی لوگوں کو دعوت دینا اور زمانے کے سامراجی اور استعماری طاقتوں جو ملتوں اور قوموں کے تفرقہ اور جدائی کے باعث بنتے ہیں، سے مقابلہ کرنا مقصود ہے۔ "اور بیشک ہم نے ہر امت کے لئے ایک رسول بھیجا تاکہ خدا کی عبادت کریں اور طاغوت سے دوری اختیار کریں۔"[۲۱]

ہر دور میں اللہ نے ہر قوم اور ہر ملت کو اس اہم اعتقادی رکن اور محور کی بنیاد پر اتحاد کی دعوت دی ہے قرآن کریم اسی طرح سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دعوت کو توحید کی بنیاد پر پھیلانے کی جانب آپ ہی کی زبانی اشارہ کر رہا ہے:) "اللہ ہمارا اور تمہارا دونوں کا پروردگار ہے ہمارے اعمال ہمارے لئے ہیں اور تمہارے اعمال تمہارے لئے۔"[۲۲]

"اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اہل کتاب آو ایک منصفانہ کلمہ پر اتفاق کر لیں کہ خڈا کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں کسی کو اسکا شریک نہ بنائیں آپس میں ایک دوسرے کو خدا کا درجہ نہ دین اور اسکے بعد بھی یہ لوگ منھ موڑیں تو کہہ دیجئے کہ تم لوگ گواہ رہنا کہ ہم لوگ حقیقی مسلمان اور اطاعت گزار ہیں۔"[۲۳]

مذکورہ آیہ شریفہ اہل کتاب سے اتحاد اور اتفاق کرنے کے واسطے توحید ہی کو مبنا قرار دیتی ہے اور اس پر اتحاد اور اتفاق نہ کرنے والوں سے صاف خطاب ہو رہا ہے کہ وہ مسلمان اور موحدین کی فہرست سے باہر ہے۔

سنت اور روایات اسلامی میں بھی توحید کو اتحاد امت اسلامی کا بنیادی رکن اور محور کی حیثیت سے پیش کیا جاتا ہے۔ حضرت رسول ﷺ اپنی نہضت اور انقلاب اسلامی کے آغاز کار اور لوگوں کی کامیابی اور رستگاری کے راز کو کلمہ توحید ہی بتلاتے ہوئے فرماتے ہیں: "قولوا لااله الا الله تفلحون" توحید اور نبوت کی بنیاد پر اپنے خویشاوندوں کو ایک جگہ جمع کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں: "میں تمہیں دو چیزوں کی دعوت دیتا ہوں جو زبان پر آسان تو ہیں لیکن ان پر عمل کرنا بہت ہی مشکل ہے ان دو چیزوں کی وجہ سے عرب اور عجم کی حاکمیت حاصل کر سکتے ہو دوسرے قوموں کو اپنا مطیع بنا سکتے ہو جنت میں داخل اور دوزخ سے نجات حاصل کر سکتے ہو: ایک یہ کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور دوسرا یہ کہ میں خدا کا رسول ہوں۔"[۲۴]

آپ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم منشور اتحاد اسلامی کے مسودہ میں توحید ہی کو سر فہرست قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "اے لوگو! تمہارا پروردگار ایک ہے تمہارے ماں باپ ایک ہیں تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم مٹی سے بنا ہے تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار خدا کے نزدیک سب سے زیادہ عزیز ہے اہل عرب کو اہل عجم پر سوای تقوا کے کوئی برتری نہیں ہے۔"[۲۵]

توحید کو اسلام کا بنیادی رکن کی حیثیت سے پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "اسلامی کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، توحید، اقامہ نماز، زکات، روزہ اور حج بیت الحرام۔"[۲۶]

امام علی علیہ السلام اہل رائے کی مذمت کرتے ہوئے انہیں مشترکہ عقیدہ کی جانب توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں: "سب کا خدا ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ تو کیا خدا ہی نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے اور یہ اسکی اطاعت کر رہے ہیں؟ یا اس نے انہیں اختلاف سے منع کیا ہے مگر پھر بھی اسکی مخالفت کر رہے ہیں!"[۲۷]

ایک اور جگہ لشکر شام کے بنیادی عقاید کی جانب اشارہ کرتے ہوئے انہیں اعتقادات پر اتحاد اور یکجہتی استوار کرنے کی دعوت دیتے ہیں: "۔۔۔جب بظاہر دونوں کا خدا ایک تھا۔ رسول ایک تھا۔ پیغام ایک تھا۔ نہ ہم ایمان و تصدیق میں اضافہ کے طلبگار تھے۔ نہ وہ اپنے ایمان کو بڑھانا چاہتے تھے۔ معاملہ بالکل ایک تھا۔۔"[۲۸]

ان ہی آیات اور روایات کی روشنی میں عالم اسلام کے مفکر اور اتحاد اسلامی کے منادی توحید کے محور پر مسلمانوں کو اتحاد اور یکجہتی کی دعوت دیتے ہیں: امام خمینی (رحمہ اللہ) فرماتے ہیں: "وحدت کلمہ، توحید کے پرچم تلے ممکن ہے"[۲۹]

عالم اسلام کے عظیم الشان قائد اور ہبر سید علی خامنہ ای (دامت براکاتہ) فرماتے ہیں: "ہماری نظر میں شیعہ اور اھلسنت کے درمیان پائے جانے والے اختلاف حقیقت میں اختلاف نہیں ہیں۔ کیونکہ اسلام کے وہ اصلی ارکان، جن پر ایمان نہ رکھنے والے کو مسلمان نہیں کہہ سکتے، مشترک ہیں، یعنی دونوں مذہب ایک قبلہ، ایک خدا، ایک پیغمبر، ایک قرآن، احکام اور اسلام کے واحد ارکان پر اعتقاد رکھتے ہیں۔"[۳۰]

علامہ اقبال (رحمۃ اللہ) رموز بیخودی میں ملت اسلامیہ کے اتحاد میں توحید کی افادیت کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کی قوام ایک ایسی اساس (یعنی توحید) پر ہے جو انکے دلوں میں پوشیدہ ہے ہم ہر چیز سے منہ موڑ کے اسی سے دل لگائے بیٹھے ہیں:

ملت ما را اساس دیگر است — این اساس اندر دل ما مضمر است
حاضریم و دل به غایب بسته ایم — پس ز این و آن و ارسته ایم

۲۔ نبوت

قرآن اور سنت کی نقطہ نگاہ سے اتحاد اسلامی کے دوسرے لازمی اور بنیادی رکن نبوت ہے خاص کر پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک و پاکیزہ شخصیت اور سیرت اتحاد اسلامی کا ایک بنیادی رکن اور محور ہے۔ علاوہ اسکے تمام انبیاء کرام علیہم السلام مسلمانوں کے اتحاد کے محور ہیں کیونکہ سارے انبیاء کا مقصد اور مدعا ایک ہی تھا ایک ہی ہدف کے واسطے ارسال کئے گئے انکی کوشش یہی تھی کہ بنی نوع انسان کو توحید کے محور پر جمع کریں ایک معبود کی عبادت اور یکتاپرستی کی آڑ میں اتحاد اور انسجام ایجاد کر کے زمانے کے طاغوت اور سامراج سے رہائی کی صورت میں تفرقہ اور ایک دوسرے کی جدائی سے نجات دلائیں۔

قرآن کریم میں آنحضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے وجوب پر دلالت کرنے والی بہت ساری آیتیں اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور پیروی اور آپ کے گفتار اور کردار پر ایمان رکھنے سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد قائم ہو سکتا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت اور اقوال اتحاد اسلامی کا ایک ایسا عملی نمونہ ہے جس کی مثال آپ خود ہی ہے۔قرآن کریم میں ارشاد ہورہاہے۔"اے ایمان لانے والوا خدا اور پیغمبر کے دعوت کی اجابت کرو جب وہ تمھے کسی ایسے چیز دعوت دے جو تمہارے لئے حیات بخش ہو"[۳۱]

ظاہر سی بات سے خدا اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت اور پیغام کا ایک اہم اور بنیادی پہلو بنی نوع انسان خاص کر مسلمانوں کا اتحاد ہے جو واقعی معنوں میں کل بھی مسلمانوں کے لئے حیات بخش تھا اور آج بھی عالم اسلام اور مسلمانوں کی حیات اور نسل نو کی بقاء کا ضامن ہے۔

دوسری بعض آیتیں مسلمانوں کو آپ کی دعوت پر لبیک کی صدا بلند کرنے کی دعوت دیتی ہیں اور روگردانی کرنے والے کو کافروں کی فہرست ہیں مندرج کرتی ہیں۔اور یہ بات پہلے ہی ہمارے لئے بالکل روشن ہوچکی ہے کہ بعض روایتیں بھی تفرقہ ڈالنے والے یا اتحاد اسلامی کا ساتھ چھوڑنے والے افراد کو کافر قرار دے رہی ہیں۔

"کہہ دیجئے کہ اللہ اور رسول کی اطاعت کرو کہ جو اس سے روگردانی کرے گا تو خدا کافروں کو ہرگز دوست نہیں رکھتا ہے۔"[۳۲]

"اے ایمان لانے والوا خدا اور اسکے رسول کی اطاعت کرو اور اس سے مہنہ مت موڑو(نافرمانی مت کرو) حالانکہ تم ان کی فرمایشات کو سن رہے ہو۔"[۳۳]

"آپ کہہ دیجئے کہ اللہ اور اسکے رسول کی اطاعت کرو پھر اگر انحراف کروگے تو رسول پر وہ ذمہ داری ہے جو اسکے ذمہ رکھی گئی ہے اور تم پر وہ مسئولیت ہے جو تمہارے ذمہ رکھی گئی ہے۔۔۔"[۳۴]

بعض اور دوسری آیتیں آپ کی اطاعت کو رحمت کے برابر قرار دیتی ہیں آپ سراپا رحمت ہیں اور روایات کے اعتبار سے بھی مسلمانوں کی جماعت اور اتحاد کو رحمت سے تعبیر کیا گیا ہے۔"اور اللہ و رسول کی اطاعت کرو شاید رحم کے قابل ہوجاؤ"[۳۵]"اور رسول کی اطاعت کرو شاید اسی طرح تمہارے حال پر رحم کیا جائے۔"[۳۶]

ایک اور آیہ شریفہ آپکی اطاعت کو واجب قرار دیتے ہوئے امت مسلمہ کو اختلافات پیش آنے کی صورت میں آپ سے رجوع کرنے کا فرمان دے رہی ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے اتحاد اور انسجام اسلامی

کا دوسرا نام آپکی اطاعت ہی ہے۔ایمان والو اللہ کی اطاعت کرو، رسول اور صاحبان امر کی اطاعت کرو جو تمہیں میں سے ہیں پھر اگر آپس میں کسی بات پر اختلاف ہو جائے تو اسے خدا اور رسول کی طرف پلٹا دو۔۔۔"[۳۷]

روایات کی روشنی میں بھی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس ہر زاویے سے اتحاد اور یکجہتی کا عملی نمونہ ہے۔امام علی علیہ السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے سلسلے میں نہج البلاغہ کے (خطبہ:۱) میں اس بات کی جانب اشارہ کرتے ہیں کہ آپ کی بعثت سے پہلے لوگ اختلافات اور انتشار کے شکار تھے آپکی ذات اور وجود مبارک کی برکت سے وہ تفرقہ اور اختلافات کی گمراہی سے نجات پا کے اتحاد کی نورانی ہدایت اور سعادت سے بہرہ مند ہو جاتے ہیں:"اس وقت اہل زمین مختلف مذاہب، منتشر خواہشات اور مختلف راستوں پر گامزن تھے۔کوئی خدا کو مخلوقات کی شبیہ بتا رہا تھا۔کوئی اس کے ناموں کو بگاڑ رہا تھا۔اور کوئی دوسرے خدا کا اشارہ دے رہا تھا۔مالک نے آپ کے ذریعہ سب کو گمراہی سے نجات دی اور جہالت سے باہر نکال لیا۔"[۳۸]

"رسول اکرم ﷺ نے اوامر الہیہ کو واضح انداز سے پیش کر دیا اور کے پیغامات کو پہونچا دیا۔اللہ نے کے ذریعہ انتشار کو مجتمع کیا۔شگاف کو بھر دیا اور قرابتداروں کے افتراق کو انس میں تبدیل کر دیا حالانکہ ان کے درمیان سخت قسم کی عداوت اور دلوں میں بھڑک اٹھنے والے کینے موجود تھے۔[۳۹]

اتحاد اسلامی میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حثیت اور رکنیت کی اہمیت کی جانب عالم اسلام کے قائد اور رہبر سید علی خامنہ ای (حفظہ اللہ تعالی) فرماتے ہیں:"

فکری اور اعتقادی وحدت اور تفاہم کے اعتبار سے جو چیز سارے مسلمانوں میں مشترک ہے، وہ حضرت پیغمبر خاتم نبی اکرم حضرت محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود مقدس ہے اس نقطے کو بہت ہی اہم جاننا چاہیے۔"[۴۰]

اتحاد کے اس اہم رکن کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے یہاں برطانیہ کی حکومت کے اپنے دورے کا ایک سربراہ گلیڈ سٹون (۱۸۸۷) کا قول ذکر کرنا بے فائدہ نہ ہوگا جو اس نے اپنے ملک کے پارلیمنٹ ممبروں کے ساتھ ایک جلسہ میں ہوئی اپنی تقریر کے دوران بیان کیا:"جب تک مسلمانوں کے درمیان قرآن کی تلاوت ہوتی رہے گی، کعبہ کو احترام کیا جائے گا اور لوگ حج کرنے جاتے رہیں گے اور روزانہ پانچ مرتبہ حضرت محمد ﷺ کا نام احترام کے ساتھ اذان میں لیا جائے گا، عیسائی مذہب بہت ہی بڑے خطرے میں ہے لہذا تم پر

لازم ہے اس عظیم سرمایہ کو نابود کرو قرآن کو جلائو اور کعبہ کو ویران کرو اور محمد ﷺ کے نام کو اذانوں سے مٹادو۔''[۴۱]

تاریخ میں اس طرح کے ہزاروں موارد ایسے ملیں گے جو اسلامی اتحاد کے بنیادی ارکان کے ساتھ استعمار اور ستکبار کی دشمنی پر گواہی دے سکتے ہیں یہاں اس مختصر مقالہ میں ان کے تذکرہ کی بالکل گنجائش نہیں ہے لیکن یہ بات سب پر واضح ہے کہ حالیہ سالوں میں یورپ کے مختلف ممالک، جن میں ڈنمارک سر فہرست ہے، کی جانب سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کی توہین کا سلسلہ اسی دشمنی اور حسادت کی ایک کڑی ہے اتحاد اسلامی کے دشمن صدیوں پہلے اس حقیقت کو اچھی طرح سے سمجھ چکے ہیں کہ مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی میں کونسے محور اور ارکان اہمیت رکھتے ہیں لہذا ان کو مٹانے یا پھر انہیں سست کرنے کی بھر پور کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن افسوس کی بات ہے کہ عالم اسلام ابھی تک اس حقیقت کو سمجھنے سے یاتو قاصر ہے یا پھر اتحاد اسلامی کی راہ میں موانع ایجاد کرنے والے عناصر ہمیں اس حقیقت کو سمجھنے سے دور رکھتے ہیں!۔اتحاد اسلامی کی ایک جھلک جو اسی بنیادی رکن اور محور کی دفاع اور تقدس کی بقاء کی خاطر گذشتہ سال اس وقت دیکھنے کو ملی جب لاکھوں اور کروڑوں کی تعداد میں عالم اسلام کے عاشقان رسول یک دفعہ متحرک ہوکے مشرق ومغرب بلکہ دنیا کے گوشے گوشے سے اس انسانیت سوز حرکت کے خلاف احتجاج کیا یہ اس بات کی سب سے بہترین دلیل ہے کہ اتحاد اسلامی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کتنا اہم اور مثبت کردار ادا کرسکتی ہے۔

بیسویں صدی کے عظیم مفکر اور اتحاد اسلامی کے بلند پایہ شخصیت علامہ اقبال (رحمہ اللہ) ان ہی آیات اور روایات سے الہام لیتے ہوئے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پاک کو مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کے لئے بنیادی رکن کی حیثت سے اپنے لطیف، پرجوش اور حیات بخش اشعار[۴۲] میں یوں بیان فرماتے ہیں:

از رسالت همنوا گشتیم ما — هم نفس هم مدعا گشتیم ما
کثرت هم مدعا وحدت شود — پخته چوں وحدت شود ملت شود
این گوهر از بحر بی پایان اوست — ما که یکجانیم از احسان اوست
قوم را سرمایه قوت از اوست — حفظ سر وحدت از او ست

۳۔اسلام

اتحاد اسلامی کا ایک اور حقیقی اور بنیادی کن دین اسلام ہے جسکی حقیقت اصل میں انسان کی فطرت سلیم میں پائی جاتی ہیں جسے خدا نے تمام انسانوں کی سرشت میں ودیعہ قرار دیا ہے تاریخ گواہ ہے کہ اسلام نے ہمیشہ سے مسلمانوں کے اتحاد اور انسجام میں ایک اہم کردار نبھایا ہے قرآن اور روایات میں اس بات کی حقیقت نمایاں ہو جاتی ہے۔

قرآن کریم میں ارشاد ہو رہا ہے کہ خدا کے نزدیک ایک ہی دین حقیقی ہے جسے اسلام کہتے ہیں۔إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللهِ الْإِسْلَامُ [۴۳] "دین اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہے" اور یہ دین اسلام فطرت الٰہی پر مبنی ہے جو ایک سیدھا اور محکم راستہ ہے لہذا نہ فقط مسلمانوں کو بلکہ بنی نوع انسان کو اسی راستہ کو انتخاب کر کے اتحاد کلمہ کی صورت میں توحید کے سائے میں آنا چاہیے کیونکہ یہی راستہ اور یہی آئین انسان کی فطرت کے موافق ہے۔ "آپ اپنے رخ کو دین کی طرف رکھیں اور باطل سے کنارہ کش رہیں کہ یہ دین فطرت الٰہی ہے جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے اور خلقت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی ہے یقینا یہی سیدھا اور مستحکم دین ہے۔۔۔"[۴۴]

سورہ شوری کی تیرہ ویں آیت میں اسی دین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہو رہا ہے کہ اس دین کو انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ سے بنی نوع انسان تک پہچانے کے واسطے مختلف راستوں کا انتخاب کیا گیا اور سبھوں کو یہی ہدایت دی گئی کہ اسی دین اسلام کی طرف لوگوں کو دعوت دیں اور کسی بھی طرح کے اختلاف اور تفرقہ سے پرہیز کریں۔"کہ دین کو قائم کرو اور اس میں تفرقہ نہ پیدا ہونے پائے۔۔۔" اور ساتھ ہی بعد والی آیت میں اسی دین میں یہود اور نصاری کے اختلاف کی جانب اشارہ کرتے ہوئے، اسی سورہ کی پندرھویں آیت میں رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی صرف اسی دین کی جانب دعوت کرنے کا حکم دے کے اپنے موقف پر استقامت کرنے پر تاکید ہو رہی ہے:" لہذا آپ اسی کے لئے دعوت دیں اور اس طرح استقامت سے کام لیں جس طرح آپ کو حکم دیا گیا ہے" پس یہاں تک یہ بات بالکل روشن ہو جاتی ہے کہ اسلام فطری دین ہے تمام انبیاء کرام اسی کے پیغامبر تھے یہی دین صحیح معنوں اسکے ماننے والوں کے اندر حقیقی استحکام اور اتحاد قائم کر سکتا ہے۔

اسی دین اسلام کو حبل اللہ بھی کہا گیا ہے جسے اتحاد اسلامی کی مضبوط رسی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔علامہ جواد آملی دام ظلہ صاحب آیہ مبارکہ "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"[۴۵] کے بارے میں فرماتے

ہیں: "حبل اللہ سے مراد وہی خدا کا دین ہے جو عقاید، احکام اور اخلاق پر مشتمل ہے اور ایسی واحد حقیقت ہے جو قرآن اور عترت کی صورت میں ظاہر ہوئی ہے اور قرآن اور عترت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تفصیلی بیان ہیں مشہور اور متواتر حدیث ثقلین کی بعض نقلوں میں آیا ہے کہ "هما حبلان "یعنی یہ دو کتاب اور عترت خدا کی رسی ہے "[۴۶] پس اس تفسیر کے اعتبار سے دین ہی واحد حقیقت اور حبل اللہ ہے جو قرآن اور عترت رسول کی صورت میں ظاہر ہیں اور حقیقت محمدیہ کی تفصیل اور تفسیر بیان کرتے ہیں لہذا اس دین اسلام کی رکنیت اتحاد اسلامی میں اہم کردار ادا کر سکتی ہے کیونکہ یہ ایک ایسی ابدی اور ناقابل انکار حقیقت ہے جس کے بارے میں کسی بھی اسلامی فرقے کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔

امام علی علیہ السلام اسلام کو سلامتی اور کرامت کا مرکز بتلاتے ہیں اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ ایک اجتماع اور معاشرے کی سلامتی اور کرامت اتحاد اور یکجہتی کے بغیر ایک ناممکن کام ہے: "پروردگار نے تم لوگوں کو اسلام سے نوازا ہے اور تمہیں اس کے لئے منتخب کیا ہے۔ اس لئے کہ اسلام سلامتی کا نام ہے اور کرامت کا سرمایہ ہے ۔۔۔"[۴۷] پس اس زاویے سے اسلام کے محور پر اتحاد قائم کرنے سے ہی ملت اور معاشرے کی سلامتی اور امنیت ایجاد کی جا سکتی ہے۔

علامہ اقبال اپنے اشعار میں اسی حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے (رموز بیخودی) میں فرماتے ہیں کہ کائنات میں ہر اجتماع کی حقیقت اتحاد اور وحدت سے زندہ ہے اور مسلمانوں کا اتحاد فطری دین یعنی اسلام کی بنیاد پر قائم ہے:

زنده هر کثرت زبند وحدت است وحدت مسلم ز دین فطرت است

۴۔ کتاب واحد

ایک ملت کے واسطے تفرقہ سے بچنے کے لئے ایک ایسی کتاب کا ہونا ضروری ہے جو اس ملت کی مادی اور معنوی ترقی میں موثر کردار نبھا کے اس کے ماننے والوں کو ہر طرح کے انتشار اور افتراق سے باز رکھے یہ کتاب زندگی کے تمام ابعاد میں اسکے ماننے والوں کے لئے مرجع کی حیثیت رکھتی ہو جی ہاں ملت اسلامیہ کے واسطے ایسی کتاب قرآن کریم ہے جس کی حق اور حقانیت پر شیعہ اور اہلسنت حضرات متفقہ طور پر قائل ہیں کہ یہ کتاب کسی بھی طرح کی تحریف اور انحراف سے مبرا ہے۔ "اور یہ ایک عالی مرتبہ کتاب ہے جس کے قریب سامنے یا پیچھے کسی طرف سے باطل آ بھی نہیں سکتا ہے کہ یہ خدائے حکیم اور حمید کی نازل کی ہوئی کتاب ہے۔" [۴۸]

خدا نے اسے نہ فقط مسلمانوں بلکہ پوری بشریت کی راہنمائی اور سعادت کے واسطے ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے لہذا ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی کے تمام پہلو کو اسی کتاب کی تعلیمات کی روشنائی میں اجاگر کرے کیونکہ یہ کتاب نہ فقط ایک انسان کی زندگی کے معیار کو مشخص کر دیتی ہے بلکہ سنت اسلامی کے معیار کو پرکھنے کے لئے بھی قرآن ہی ہمارے پاس آخری کسوٹی ہے جہاں پہ اسکی حقیقت اور عدم حقیقت ثابت ہو جاتی ہے لہذا اس کتاب کی جاودانی اور فطری تعلیمات ہماری زندگی کے لئے مشعل راہ ہے ان ہی تعلیمات کا ایک عظیم حصہ مسلمانوں کو اتحاد اور اتفاق کی دعوت دیتا ہے قرآن کریم کی ندا ہمیشہ سے یہی رہی ہے کہ اگر مسلمان اس کی تعلیمات کے سائے میں اتحاد اور یکجہتی قائم کریں دنیا اور آخرت میں سعادتمند ہو جائیں گے لہذا اس بنا پر یہ حیات بخش کتاب اتحاد اسلامی کے محور میں کلیدی رول ادا کر سکتی ہے۔

قرآن پاک کا فلسفہ نزول بھی اختلافات کو حل کر کے اتحاد اور وحدت قائم کرنا ہے اس امر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالی کا ارشاد ہو رہا ہے: "اور ہم نے آپ پر کتاب صرف اس لئے نازل کی ہے کہ آپ ان مسائل کو وضاحت کر دیں جن میں یہ اختلاف کئے ہوئے ہیں اور یہ کتاب صاحبان ایمان کے لئے مجسمہ ہدایہ اور رحمت ہے۔"[۴۹]

جب نزول قرآن کی ایک حکمت اتحاد ہے تو اسکے تعلیمات بھی اتحاد آور ہونے چاہیے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ قرآن پاک کی متعدد آئتیں اتحاد کی دعوت اور تفرقہ سے پرہیز کرنے پر بہت زور دیتی ہیں ان میں سے بعض اہم آیات کی جانب اشارہ کیا گیا ہے اور بعض دوسری آیات کو اس مقالہ میں آگے چل کر بیان کی جائیں گی۔ لیکن احادیث اور روایات میں جتنی تاکید اس کتاب پر عمل کرنے پر کی گئی ہے شاید ہی کسی اور مسئلہ پر اتنی تاکید ہوئی ہو شاید اسکی ایک اہم وجہ یہی ہے کہ یہ کتاب الہی اور اسکی تعلیمات اتحاد اور یکجہتی میں اہم کردار نبھا کے مسلمانوں کو ہر حال میں تفرقہ کی لعنت سے نجات دے سکتی ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسلمانوں کے اتحاد کے واسطے دو اہم عامل قرآن اور عترت کی شکل میں امت کے حوالے کرتے ہیں جن کی اطاعت سے امت مسلمہ میں کسی طرح کی گمراہی اور تفرقہ کی گنجایش باقی نہیں رہے گی یہ دو اہم چیزیں ثقلین کی صورت میں احادیث رسول میں ذکر ہوئے ہیں: "اے لوگوں میں تمہارے درمیان دو اہم گرانبہا چیز چھوڑ کے جا رہا ہوں ان سے تمسک کرنے بعد کبھی بھی گمراہ نہیں ہو جاؤ گے ایک کتاب خدا ہے اور دوسری میری عترت (قیادت اسلامی) ہے" اور یہ بات صاف روشن ہے کہ سب سے بڑی گمراہی بنی نوع انسان کا آپس میں تفرقہ اور اختلاف کی شکل میں ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "قرآن ایک ایسا وسیلہ ہے جسکا ایک سرا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا آپ لوگوں کے ہاتھ میں اسے مضبوطی سے پکڑو کیونکہ اسے تمسک کرنے کے بعد ناہی گمراہ ہو جاؤ گے اور ناہی کسی کو گمراہ کروگے "ایک اور جگہ فرماتے ہیں: "قرآن ایک روشن نور، مضبوط رسی، اطمئنان بخش حلقہ اور ایک اونچی پایگاہ ہے۔۔۔" [۵۰]

حضرت علی علیہ السلام حکمیت کو قبول کرنے کی وجہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ قرآن کی حاکمیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان ید واحد ہو جائیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اتحاد قائم کریں "فانما حکم الحکمان لیحییا ما احیا القرآن ، و یمیت ما امات القرآن، و احیاؤه الاجماع علیه و اماته الافتراق عنه---" [۵۱] "ان دو افراد کو اس لئے حکم بنایا گیا تاکہ ان امور کو زندہ کریں جنہیں قرآن نے زندہ کیا ہے اور ان امور کو مردہ بنائیں جنہیں قرآن نے مردہ بنایا ہے اور زندہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وحدت کا ہاتھ ایک دوسرے کی طرف بڑھادیں اور اس پر عمل کریں اور اماتہ کا معنی افتراق اور ایک دوسرے سے جدائی ہے"

اہل رائے کی مذمت میں فرماتے ہیں: "سب کا خدا ایک، نبی ایک اور کتاب ایک ہے۔ تو کیا خدا ہی نے انہیں اختلاف کا حکم دیا ہے اور یہ اسکی اطاعت کر رہے ہیں؟ یا اس نے انہیں اختلاف سے منع کیا ہے مگر پھر بھی اسکی مخالفت کر رہے ہیں!" [۵۲]

پس یہ سب آیات، روایات اسی بات پر دلالت کرتیں ہیں کہ کتاب واحد اور اسکی تعلیمات اتحاد اسلامی میں ایک اہم کردار ادا کر سکتی ہے لہذا اس پر عمل درآمد کرنا ہر باشعور مسلمان پر فرض ہے۔

۵۔ رہبر واحد

ایک گھر سے لیکے ایک قوم اور ملت تک، ایک بے دین سماج سے ایک دیندار معاشرے تک بلکہ یوں کہا جائے کہ نظام ہستی کے ذرے ذرے کے لئے ایک قائد اور رہبر کی ضرورت ہے۔ عقل، منطق اور شریعت ہر کوئی ایک ملت کے انسجام کے لئے ایک قائد اور رہبر کے ہونے پر تاکید کرتے ہیں لابد للنّاس امام فاجرا کان ام فاسقا ایک ملت اور معاشرے کی یکجہتی اور اتحاد میں قیادت اور رہبریت ایک اہم کردار ادا کرتی ہیں قیادت اور رہبریت سے یہاں ہماری مراد اسکا خاص معنی نہیں ہے جو مصداقی لحاظ سے بعض فرق اسلامی میں مورد اختلاف بھی ہے بلکہ ایک وسیع معنی مورد نظر ہے جو تمام اسلامی فرقوں کو مورد قبول ہے ایسی صورت میں نہ فقط ان خاص پیشوا اور اماموں پر اسکا مفہوم صادق آئے گا جن کے مصداق رویات اسلامی

میں ذکر ہوئے ہیں بلکہ اسکا دائرہ وسیع تر ہو کے انبیاء کرام علیہم السلام سے لے کے عصر حاضر کے قائد اور پیشوا کو بھی شامل ہو جائے گا یہ بات قابل ذکر ہے کہ ہم اس مقالہ میں رہبریت کے مصداقی بحث کو چھیڑنے کے درپے نہیں ہیں بلکہ بحث خالصا مفہومی ہے۔

قرآن اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی میں رہبر واحد کی ایک خاص اہمیت ہے اور یہ بھی مسلمانوں کے واسطے ایک رکن اور محور کی حثیت رکھتا ہے سارے مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ قرآن کریم کی نظر میں قیادت اور رہبریت ایک سنت الہی ہے۔ارشاد ہو رہا ہے: وَلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ [۵۳] "اور ہر قوم کے لئے ایک ہادی بھیجا" وَإِنْ مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ [۵۴] "کوئی بھی امت ایسی نہیں گزری ہے کہ جس کے لئے ہم نے ایک ڈرانے والا نہ بھیجا ہو" یعنی ہر حال میں ایک قوم اور ملت کے ایک قائد اور رہبر کی ضرورت ہے جو انہیں گمراہی کے ظلمت کدے سے نکال کر خدا کی وحدانیت کی جانب ہدایت کرے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: " اَسمِعُوا وَ اَطیعُوا لِمَن وَلّاهُ الاَمر فَاِنّهُ نِظامُ الاِسلامِ" [۵۵] " جسے خدا نے حاکمیت کا حق دیا ہے اسکی اطاعت کرو اور فرمانبردار ہو جائو کیونکہ اسکی اطاعت امت اسلامی کی وحدت کا سبب بنتا ہے"

حضرت زہرا سلام اللہ علیہا فرماتی ہیں: "ہماری پیروی امت کے نظام اور ہماری رہبری وحدت کا سبب بنتی ہے" [۵۶]

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں رہبر کو مختلف چیزوں سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَ مَكَانُ الْقَيِّمِ بِالْأَمْرِ مَكَانُ النِّظَامِ مِنَ الْخَرَزِ يَجْمَعُهُ وَ يَضُمُّهُ فَإِنِ انْقَطَعَ النِّظَامُ تَفَرَّقَ الْخَرَزُ وَ ذَهَبَ ثُمَّ لَمْ يَجْتَمِعْ بِحَذَافِيرِهِ أَبَداً [۵۷] ملک میں ایک رہبر کی جگہ اس محکم دھاگے کی مانند ہے جو مہروں کو متحد کر کے آپس میں ملاتی ہے اور وہ اگر ٹوٹ جائے گا تو سارا سلسلہ بکھر جائے گا اور پھر ہرگز دوبارہ جمع نہیں ہو سکتا ہے۔

وَإِنَّمَا أَنَا قُطْبُ الرَّحَى تَدُورُعَلَيَّ وَأَنَا بِمَكَانِي فَإِذَا فَارَقْتُهُ اسْتَحَارَ مَدَارُهَا وَاضْطَرَبَ ثِفَالُهَا [۵۸] میں حکومت کی چکی کا محور ہوں جسے میرے گرد چکر لگانا چاہیے اگر میں اپنے محور سے دور ہوا تو وہ اپنے مدار سے ڈگمگا جائے گی اور اسکی نیچے کی بساط بھی متزلزل ہو جائیگی۔

اگرچہ یہاں پہ حضرت علی علیہ السلام اپنی طرف اشارہ کرتے ہوئے رہبریت کی اہمیت کے بارے میں فرماتے ہیں لیکن آپ حضرت یہاں مقام اور منصب کے اعتبار سے اپنی حقوقی شخصیت (رہبریت، قیادت)

کے عنوان سے یہ جملات بیان فرمارہے ہیں نہ کہ اپنی حقیقی شخصیت کی حیثیت سے۔ پس رہبر کی مثال چکی کے محور کی مانند ہے جس کے مدار میں پوری قوم اور ملت ایک دل اور عقیدہ ہو کے گھومتی ہے۔

ایک اور جگہ امام علی علیہ السلام اتحاد اسلامی کے عادل اور منصف رہبر اور قائد کی اطاعت اور فرمانبرداری کے سائے میں پیدا ہونے والے اتحاد کے اثرات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اتقوا الله و اطیعوا امامکم فان الرعیة الصالحة تنجو بالامام العادل، الا و ان الرعیة الفاجرة هلک بالامام الفاجر [۵۹] خدا سے ڈرو اور اپنے رہبر اور پیشوا کی اطاعت کرو کیونکہ صالح قوم عادل پیشوا کے ذریعہ سے نجات پاتی ہے خبر دار فاسد قوم فاسد پیشوا کی وجہ سے ہلاک ہو جاتی ہے۔

پس ان آیات اور روایات کی بناپر اتحاد اسلامی اور ملت اسلامیہ کی ہویت اور حقیقت باقی رکھنے اور افتراق اور فساد سے بچنے کے لئے ایک عادل رہبر اور قائد کا ہونا ضروری ہے۔

۶۔ قبلہ

اتحاد اسلامی میں ایک اور بنیادی محور اور رکن مسلمانوں کا واحد قبلہ ہے روزانہ حداقل پانچ مرتبہ ایک ہی قبلہ کی جانب رخ کرکے ایک ہی معبود کی پرستش کرنا اور حج کے عظیم انٹرنیشنل دن پر دنیا کے گوشے گوشے سے آئے مختلف ممالک، مختلف ذات پات، رنگ، نسل اور زبان کے لاکھوں افراد کے مجمع کا ایک ہی صف میں، ایک ہی لباس میں، ایک دل ہو کے ایک ہی زبان میں توحید کی گواہی دینا اور پھر ایک ہی گھر کا طواف کرنا، ایک عظیم یکجہتی اور اتحاد اسلامی کا مظاہرہ ہے کیا عالم اسلام میں حج جیسا بین الاقوامی سطح پر ہونے والا اتحاد اسلامی کا عظیم اور بے مثال مظاہر، کسی اور شکل میں دیکھنے کو ملتا ہے؟ اتحاد اسلامی میں عالم اسلام کے قبلہ کی اہمیت کا اندازہ ہر مسلمان کو روزانہ پانچ وقت کی نماز کے دوران ہونی چاہیے جب وہ ہر روز ولو انفرادی صورت میں دوسرے بہت سارے مسلمانوں کی طرح ایک ہی قبلہ کی جانب رخ کرکے نماز ادا کرتا ہے اور اگر یہ نماز جماعت کی صورت ہیں ہو تو اس یکجہتی اور اتحاد کی رونق میں بھی اضافہ ہو جاتا ہے اور اسی طرح اگر جمعہ کی نماز ہو اور پھر عید کی جماعت اور سال کے آخری ایام میں سارے مسلمان قریب سے آکے اس قبلہ کے گرد طواف کرکے حج کی صورت میں عظیم وحدت اور قدرت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

قران کی متعدد آیتیں اس امر کی جانب اشارہ فرماتی ہیں سورہ حج ہیں کافروں کو مسجد الحرام میں جانے والوں کے راستے میں سد باب ہونے کے طرف اشارہ کرنے کے بعد اس امر کی جانب اشارہ ہو رہا ہے کہ یہ گھر سب کے لئے برابر ہے یہ مساوات اور یکجہتی کی جگہ ہے۔ ارشاد ہو رہا ہے: --- الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ

سَوَاءَ الْعَاكِفُ فِيْهِ وَالْبَادِ۔۔۔[60] ۔۔۔جسے (مسجد الحرام) کو ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر سے قرار دیا ہے چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر والے۔۔۔

پھر آگے چل کر حج کے مناسک کی جانب اشارہ ہو رہا ہے جو تمام صورتوں میں اتحاد اسلامی کا ایک عظیم مظاہرہ ہے۔وَاَذِّنْ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰي كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ لِّيَشْهَدُوْا مَنَافِعَ لَهُمْ وَيَذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ فِيْٓ اَيَّامٍ مَّعْلُوْمٰتٍ عَلٰي مَا رَزَقَهُمْ مِّنْ بَهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْبَاۗىِٕسَ الْفَقِيْرَ ثُمَّ لْيَقْضُوْا تَفَثَهُمْ وَلْيُوْفُوْا نُذُوْرَهُمْ وَلْيَطَّوَّفُوْا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ[61] اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کر دو کہ لوگ تمہاری طرف پیدل اور لاغر سواریوں پر دور دراز علاقوں سے سوار ہو کر آئیں گے۔ تاکہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں یا جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھوکے، محتاج افراد کو کھلاؤ۔ پھر لوگوں کو چاہیے کہ اپنے بدن کی کثافت کو دور کریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اور اس قدیم ترین مکان کا طواف کریں۔

سورہ بقرہ کی آیات مبارکہ (۱۹۷ سے ۲۲۰ تک) عالم اسلام کے حج کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ان ایام میں لڑائی جھگڑوں سے پرہیز کرنے پر تاکید کرتی ہیں اور ساتھ ہی حج سے واپسی کے بعد جاہیلت کی رسموں کو توڑ کر اسلامی رسومات کے سائے میں ذکر خدا میں مشغول رہنے کی تلقین ہو رہی ہے اور اسی طرح سورہ آل عمران کی آیات مبارکہ (۹۶ اور ۹۷) میں کعبہ کی شان اور عظمت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے اسے تمام عالمین کے واسطے مبارک اور ہدایت بتایا گیا ہے یہ سب کی سب اتحاد اسلامی ہی کی نشانیاں ہیں اور کچھ نہیں۔

احادیث اور روایات کی روشنی میں بھی عالم اسلام کے قبلہ کے اہم مظاہرے یعنی حج کو اسلام کی اساس اور بنیادی رکن سے تعبیر کیا گیا ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "اسلامی کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، توحید، اقامہ نماز، زکات، روزہ اور حج بیت الحرام۔"[62] ایک اور حدیث مبارک میں فرماتے ہیں: وأنّ الحجّ يهدمُ مَا كانَ قَبْلَهُ[63] "بیشک حج نے اپنے سے پہلے زمانے کی چیزوں کو نابود کر دیا" اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور اسکے مناسک حج سے پہلے لوگوں کے درمیان اختلاف، لڑائی، جھگڑے، فساد، دودلی وغیرہ عمومی سطح پر پائی جاتی تھی لیکن حج نے ان سب پر بطلان کی مہر لگا کے اتحاد، صلح، بھائی چارہ، ہمدلی اور ہمدردی کی فضا قائم کی۔

حضرت امام علی علیہ السلام عالم اسلام کے خانہ کعبہ کے فلسفہ وجود پر روشنی ڈالتے ہوئے اس بات کی جانب اشارہ فرماتے ہیں کہ: "اور اس طرح اسے (کعبہ) سفروں سے فائدہ اٹھانے کی منزل اور پالانوں کے

اتارنے کی جگہ بنادیا جس کی طرف دور افتادہ بے آب و گیاہ بیابانوں، دور دراز گھاٹیوں کے نشیبی راستوں، زمین سے کٹے ہوئے دریاؤں کے جزیروں سے، دل و جان سے متوجہ ہوتے ہیں تاکہ ذلت کے ساتھ اپنے کاندھوں کو حرکت دیں اور اسی کے گرد اپنے پروردگار کی الوہیت کا اعلان کریں۔۔۔"[٦٤] ایک اور جگہ فرماتے ہیں: والحج تقوية للدّين[٦٥] فلسفہ حج دین کی تقویت ہے۔

نہج البلاغہ کے خطبہ نمبر ایک میں اسے اسلام کا پرچم بتاتے ہیں جس کے سائے میں پورے عالم اسلام کے مسلمان اتحاد اور یکجہتی کا احساس اور ادراک کرتے ہیں۔و جَعَلَهُ سُبْحَانَهُ وَ تَعَالَى لِلْإِسْلاَمِ عَلَماً اور خدائے پاک اور متعال نے حج کو اسلام کا پرچم بنایا ہے۔

امام صادق علیہ السلام فلسفہ حج پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں: فجعل فيه الاجتماع من الشرق و الغرب ليتعارفوا[٦٦] اور اس میں مشرق اور مغرب والوں کا اجتماع قرار دیا تاکہ ایک دوسرے کو جان پہچان سکیں۔

یہ حدیث مبارک واضح طور حج کی حقیقت کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ یہ اجتماع اور اتحاد ایک دوسرے سے قربت ایک دوسرے کی پہچان ایک دوسرے کے مشکلات، دکھ درد اور جہان اسلام کے اہم مسائل کو سمجھنے اور جاننے کے واسطے ہے۔

یہ سب فرمائشات اس بات کی جانب اشارہ کر رہی ہیں کہ دور دور سے آکے قبلہ کے گرد طواف کر کے خدا کی وحدانیت کا اقرار اتحاد اسلامی کا ہی جلوہ اور منظر ہے جسطرح سے خدا وحدہ لاشریک کی ذات اتحاد کا رکن ہے اسی طرح اسکا گھر بھی اتحاد کا رکن اور محور ہے۔

رہبر انقلاب اسلامی اتحاد اسلامی میں حج کی افادیت اور اہمیت کے بارے میں یوں فرماتے ہیں: "جگہ جگہ یہ حج اہل قبلہ کے انسجام اور اتحاد کا مظاہرہ ہے اور جعلی، طبیعی تفاوت کے رنگ پھیکا پڑنے اور انکے حقیقی اور ایمانی وحدت اور برادری کو برجستہ ہونے کا نام ہے۔"[٦٧]

شہید مرتضی مطہری (قدس سرہ) اتحاد اسلامی کے اس بنیادی محور کے بارے میں فرماتے ہیں: "نماز جماعت ہر روز کا اجتماع ہے اور نماز جمعہ ہفتہ وار عمومی اجتماع ہے نماز عید فطر اور ضحی دوسرے دو ایسے عبادی اجتماع ہیں جو سالانہ برقرار ہوتے ہیں اسلام کے تمام اجتماعات میں سب سے اہم، سب سے لمبا، سب سے انوکھا اور متنوع حج کا پروگرام ہوتا ہے ہمیں یہ حق ہے کہ اسے انٹر نیشنل کانگریس کا خطاب دیا جائے۔"[٦٨]

عالم اسلام کے عظیم مفکر اور مایہ ناز اسلامی شاعر علامہ اقبال (رحمہ اللہ) عالم اسلام میں اس محور کی افادیت اور اہمیت کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ ایک ملت کے افراد کے درمیان روابط اور نظم وانضباط اور

انکی بقاء کا راز ایک مرکز میں مضمر ہوتا ہے ہم مسلمانوں کا مرکز، محور، رازدار اور ہمارا سب کچھ بیت الحرام یعنی کعبہ معظم ہے۔ رموز بیخودی، ص ۲۷٦ میں اسطرح بیان کر رہے ہیں:

قوم را ربط و نظام از مرکزی   روزگارش را دوام از مرکزی

راز دارد راز ما بیت الحرام   سوز ما هم ساز ما بیت الحرام

آپ شکوہ اور جواب شکوہ کے چند اشعار میں اتحاد اسلامی کے ان مذکورہ بنیادی ارکان (توحید، نبوت، اسلام، کعبہ، قرآن) کی جانب یوں اشارہ فرماتے ہیں:

منفعت ایک ہے اس قوم کی نقصان بھی ایک   ایک ہی سب کا نبی دین بھی ایمان بھی ہے

حرم پاک بھی اللہ بھی قرآن بھی ایک   کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں   کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

اتحاد اسلامی کی سرحدیں

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام بین الاقوامی سطح پر اتحاد اور وحدت کا طالب ہے قرآن اور احادیث کی شکل میں اتحاد جہانی کی موضوع پر بہت سی آیات اور رویات موجود ہیں بنیادی طور پر اسلام بنی نوع انسان کے واسطے تین سٹیج (اتحاد انسانی، اتحاد ادیان اور اتحاد اسلامی) پر وحدت اور یکجہتی چاہتا ہے لیکن اس مختصر مقالے میں ان سب کی تفصیل کی اصلا گنجائش نہیں ہے لہذا مورد نظر موضوع کے حدو حدود کا خیال رکھتے ہوئے کتاب اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی کے حدو حدود یا دوسرے الفاظ میں اتحاد اسلامی کی سرحدوں کو کھوجنیں کی ایک ادنی سی کوشش کرتے ہیں۔

اسلامی اتحاد کی سرحد، حدود یا باڈر نہ ہی انسان کی ذات پات، رنگ و نسل ہے اور نہ ہی وطن اور جغرافیائی فضائیں۔ بلکہ اسکی سرحد ایمان اور عقیدہ ہے اس سے پہلے کہ قرآن اور سنت سے اس پر دلیل لائی جائے اس مسئلہ کے حوالے سے ایک عظیم فلسفی اور مفسر قرآن علامہ طباطبائی (علیہ رحمہ) کے ان فرمایشات کی طرف قارئیں محترم کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں آپ "اسلامی ممالک کی سرحد عقیدہ ہے نہ جغرافیایی فضا" کے عنوان کے ذیل یوں فرماتے ہیں: "اسلام قوم اور ملت کی تقسیم کی اصالت کو اس زاویے رد کرتا ہے کہ اجتماع کی تخلیق اور پیدایش میں ان کا کوئی اثر نہیں ہے۔۔۔ یہ تقسیم اور ملتیں جو "وطن" کی بنیاد پر تشکیل پاتی ہیں، اپنی امت اور اجتماع کو وحدت اور یکجہتی کی جانب حرکت دلاتی ہے، جسکے نتیجہ میں یہ ایک ملت دوسری سرزمینوں میں زندگی بسر کرنے والی ملتوں سے روح اور جسم دونوں اعتبار سے جدا ہو جاتی ہے لہذا ایسی

صورت میں بشریت وحدت اور اجتماع سے دوری کرتے ہوئے ایسے تفرقہ اور اختلاف میں مبتلا ہو جاتی ہے جس سے انسان کی فطرت کوسوں فرار کرتی تھی ایسے حالات میں ایک ملت دوسری ملتوں کے ساتھ وہی رویہ اختیار کرتی ہے جو رویہ انسان کائنات میں موجود دوسری چیزوں کے ساتھ کرتا ہے انہیں اپنا غلام بنا کے استثمار کرتا رہتا ہے اس بات پر گواہ وہ صدیوں کا دور دراز تجربہ ہے جسے انسان خلقت کے آغاز سے لیکر آج تک مشاہد کرتا آیا ہے۔اسی وجہ سے اسلام نے ایسے تقسیمات اور تمیزات کی نفی کی ہے اور انسانی اجتماع کی بنیاد عقیدہ پر ڈالی نہ نسل، وطن اور اس جیسی چیزوں پر۔۔۔"[۶۹]

اس بات کی وضاحت کے بعد کہ ایمان اور عقیدہ ہی انسانی اجتماع خاص کر اتحاد اسلامی کی بنیاد ہے لہذا اتحاد اسلامی کے حدود حدود بھی اسی ایمان اور عقیدہ کے دائرے پر مبنی ہونے چاہیے نہ کسی اور چیز پر۔قرآن مجید کی بعض آیتیں اس بات کی وضاحت یوں کرتی ہیں۔

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ[۷۰]

صاحب ایمان حضرات اور صاحب ایمان خواتین ایک دوسرے کے سرپرست اور ولی ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰۤى اَوْلِيَاءَ۔۔۔[۷۱]

ایمان والو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست اور سرپرست مت بناؤ۔۔۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاءَ[۷۲]

ایمان والو خبردار اہل کتاب میں جن لوگوں نے تمہارے دین کو مذاق اور تماشہ بنالیا ہے اور دیگر کفار کو بھی اپنا ولی اور سرپرست نہ بنانا۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ[۷۳]

ایمان والو خبردار مؤمنین کو چھوڑ کر کفار کو اپنا ولی اور سرپرست مت بناؤ۔

یہ آیتیں صاحب ایمان افراد کو ایمان والوں سے ہی دوستی، ولایت، سرپرستی کی خواہشمند ہے اور ساتھ ہی انہیں یہود، نصاری، کافر وغیرہ کی سرپرستی اور ولایت کے تسلط کی مخالفت کرتی ہیں یعنی درواقع اسلامی اجتماع یا اتحاد اسلامی کے دائرے یا سرحد کو ایمان والوں کے حدود میں تلاش کرنے کی تاکید ہو رہی ہے اس خط سے باہر یا سرحد پار کسی بھی غیر مسلم کی سرپرستی یا بالادستی قطعی طور پر قابل قبول نہیں ہے۔سورہ نساء کی آیہ مبارکہ (۱۴۱) مومنین پر غیر مسلمانوں کے ہر طرح کے تسلط اور بالادستی کی نفی کرتے ہوئے ارشاد ہو رہا ہے: وَلَنْ يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكٰفِرِيْنَ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا

روایات میں بھی اسی امر کی جانب اشارہ ملتا ہے کہ مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کی سرحد انکا ایمان اور عقیدہ ہی ہے۔ آنحضور ﷺ ایمان اور عقیدے کی سرحد کو اتحاد اسلامی کے واسطے معین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: الْمُؤْمِنُونَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ نَصَحَةٌ وادُّونَ، وَإِنِ افْتَرَقَتْ مَنَازِلُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ، والْفَجَرَةُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ غَشَشَةٌ،فَيَتَجَادَلُونَ وَإِنِ اجْتَمَعَتْ مَنَازِلُهُمْ وَأَبْدَانُهُمْ[74] با ایمان افراد ایک دوسرے کی بھلائی اور خیر خواہی چاہتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ مودت سے پیش آتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم ایک دوسرے سے جدا ہی کیوں نہ ہو لیکن بے ایمان افراد ایک دوسرے کا برا چاہتے ہیں ایک دوسرے کی مدد کرنے سے دور رہتے ہیں اگرچہ ان کے گھر اور جسم ایک ہی ساتھ کیوں نہ ہو۔

ایک اور حدیث مبارک میں فرماتے ہیں: المؤمنون کالنفس الواحد[75] مؤمنین ایک جان ہیں۔

شہید مرتضی مطہری فرماتے ہیں: "جو چیز حقیقت میں مختلف افراد کو ایک جان بنا دیتی ہے وہ ایمان ہے۔ دنیا کی تاریخ میں کہیں پہ بھی اس چیز کی نشاندہی نہیں کی گئی کہ جس طرح دیندار اور باایمان افراد کے درمیان اتحاد اور یکجہتی پائی جاتی ہے، ویسا اتحاد کہیں اور دوسرے گروہوں کے درمیان پایا جاتا ہو کہ جنہوں نے اپنے آپ کو ایک سمجھا ہو۔"[76]

پس یہ ایمان اور عقیدہ ہی ہے جو اتحاد اسلامی کے دائرے کو تشکیل دیتا ہے اسی وجہ سے مسلمان اور مومنین کے دلوں کے اندر پائی جانے والی ایمان کی حرارت اور گرمی انکے درمیان ایک مشترکہ احساس اور ذمہ داری کو جنم دیتی ہے ایک دوسرے سے ہمدردی اور ہمدلی کا احساس پیدا کرتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمایشات میں اسی امر کی جانب یوں اشارہ ملتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باایمان افراد کے آپسی محبت، عطوفت اور احساس مشترک کو ایک بدن سے تشبیہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں: مثل المومنین فی توادھم و تراحمھم و تعاطفھم کمثل الجسد الواحد اذ اشتکی منه عضو تداعی له سائر الجسد با لسهر و الحمی[77] ایک دوسرے سے محبت، مہربانی اور عطوفت بانٹنے میں باایمان افراد کی مثال ایک بدن جیسی ہے کہ جب کسی ایک عضو میں درد ہوتا ہے تو اسکے سارے اعضاء شب بیداری اور درد و رنج کے ساتھ اس درد کا احساس کرتے ہیں۔

پس یہ احادیث اور آیات مبارکہ واضح طور پر اس بات کی گواہی دیتی ہے کہ یہ سرزمین اور جغرافیایی حدود مومنین کی اتحاد میں رکاوٹ کھڑی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ ایک اعتباری سرحدیں ہیں حقیقی سرحد ایمان اور عقیدہ ہے لہذا جہاں تک یہ ایمان اور عقیدہ مشترک ہے وہاں تک اتحاد اسلامی بھی باقی ہے لیکن اسکا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ کائنات کے دوسرے انسانوں، جو ہم سے ایمان اور عقیدہ کے لحاظ سے جدا ہے، سے اتحاد

نہیں ہو سکتا نہیں ایسا بالکل نہیں ہے ، بلکہ اسلام خاص ضبوابط اور قوانین کے تحت ان سے بھی اتحاد قائم کرنے کا خواہشمند ہے لیکن جیسا کہ بیان ہوا یہاں پہ اس مسئلہ پر قلم فرسائی کرنا ممکن نہیں ہے۔

بازو تیرا توحید کی قوت سے قوی ہے　　　　اسلام تیرا دیس ہے تو مصطفوی ہے [۴۸]

اتحاد اسلامی کے موانع

اتحاد اسلامی کے حدود اور سرحدیں مشخص ہونے کے بعد اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اس کے حدود کا معیار ایمان اور عقیدہ ہے تو پھر ایسے کونسے عوامل اور اسباب پائے جاتے ہیں جن کی وجہ سے اتحاد اسلامی نہ فقط عصر حاضر میں بلکہ تاریخ اسلامی کے ابتدائی دور کے بغیر ہر دور میں یا تو قائم نہیں ہو سکا یا اگر کسی حد تک وجود میں آیا بھی لیکن زیادہ دیر اپنے آپ کو باقی نہ رکھ سکا؟ آئے اس بات پہ روشنی ڈالنے سے پہلے اس نکتہ کی جانب توجہ کریں کہ اس بات سے کسی بھی باشعور اور عقلمند انسان کو انکار نہیں کہ اتحاد اور وحدت مسلمانوں کی شان و شوکت اور انکی ترقی کی ضامن ہے صرف اتحاد اسلامی ہی وہ خالص ایٹمی توانائی ہے جس کی طاقت اور خوف سے اسلام دشمن عناصر کمزور اور ناتوان پڑ جاتے ہیں لہذا ان کی ہمیشہ سے یہی کوشش اور پالسی رہی ہے کہ کسی بھی طرح سے عالم اسلام کے اندر پائی جانے والی اس ایٹمی توانائی کو منتشر کر کے اس کے اصلی جوہر کو ختم کر دیں اور عالم اسلام کو کبھی بھی کسی بھی صورت میں متحد اور یکجا نہ ہونے دیں اسی لئے کبھی اتحاد اسلامی کے ارکان پہ حملہ کر کے اسے ٹھیس پہونچانے کی کوشش کی تو کبھی خود مسلمان ممالک کو ایک دوسرے کے گریباں پکڑنے پر اکسایا اور ناکامی کی صورت میں ضرورت کے وقت خود مسلمانوں کی آبادیوں، شہروں، قصبوں اور ملکوں پہ فوجی یلغار کر کے انکا قتل عام کیا الغرض دشمنان اسلام آفتاب رسالت کے طلوع ہونے سے آج تک اسی کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کسی بھی طرح سے مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کی راہ میں موانع ایجاد کر کے انکی شان و شوکت اور ترقی کی شاہ رگ کاٹ کے ہمیشہ کے لئے پسماندہ اور غلام بنائے کبھی کبھی تو یہ موانع خود مسلمان یا مسلمان نما افراد انفرادی یا اجتماعی مسائل کی بنا پر پیدا کر دیتے ہیں اور کبھی استعماری اور استکباری طاقتیں اتحاد اسلامی کے موانع کو جنم دیتی ہیں۔ لہذا ایسے میں اس بات کی ضرورت کا زیادہ احساس ہوتا ہے کہ ان راہوں اور موانع کو پہچانا جائے تا کہ مسلمانوں کا فرد فرد، علماء اور دانشمند حضرات سے لے کر جاہل اور ان پڑھ عوام تک، ایک رہبر سے لیکر ایک عام مسلمان تک سب کے سب ان موانع کو پہچان کے انہیں اتحاد اسلامی کی راہ میں حائل ہونے سے روکے یا ان موانع کو دور کر کے اتحاد اسلامی کی راہ اور فضا کو ہموار کریں۔ قرآن اور سنت کی روشنی میں ان موانع کو تلاش کر کے تفصیل سے بیان کرنا اس وقت ناہی

ممکن اور نہ ہی ایسا مقام ہے تاہم چند اہم قابل ذکر موانع کو مختصر الفاظ میں ضرور بیان کریں گے۔ کلی طور پر اگر دیکھا جائے تو ان موانع کو اخلاقی، سیاسی، اجتماعی اور فکری موانع کی شکل میں بیان کیا جا سکتا ہے۔

اخلاقی موانع

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدا نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا وَ اِنّک لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْمٍ ، إِنّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْأَخْلَاقِ اخلاق کا دائرہ صرف ایک فرد سے محدود نہیں ہے بلکہ اس کا دائرہ وسیع ہونے کی وجہ سے اجتماع اور معاشرے کو بھی شامل ہو جاتا ہے لہذا اس بنا پر دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر ایک فرد کا اخلاق فاسد ہو گا ایک اجتماع اور معاشرہ، جو متعدد افراد کی تشکیل سے وجود میں آتا ہے، کے فاسد ہونے امکان پایا جاتا ہے جس کی وجہ سے معاشرے کے افراد کے درمیاں آپسی روابط ناساز گار ہو جاتے ہیں۔ اتحاد بھی ایک اجتماعی عنصر ہونے کی وجہ سے اس امر سے مستثنی نہیں ہے اچھے اخلاق اتحاد اسلامی کی بنیاد کو مضبوط بنا دیتے ہے لیکن برے اخلاق کے نتیجے میں اسکی بنیاد لڑکھڑا کے اکھڑ جاتی ہے اس کی زندہ مثال گذشتہ اقوام کی صورت میں تاریخ کے صفحات پر آج بھی مکتوب شاہد کو صورت میں موجود ہے جو اپنے برے اخلاق کی وجہ سے یا تو عذاب میں مبتلا ہو گئی یا پھر دنیا سے ان کا نام و نشان ہی مٹ گیا۔ آئے یہاں انہی چند اہم اخلاقی موانع کو پہچاننے کی کوشش کرینگے تا کہ اتحاد اسلامی کی راہ میں حائل ہونے والی ایسی رکاوٹوں کو پہلے ہی دور کیا جا سکے۔

الف: دنیا پرستی

اتحاد اسلامی کی راہ میں ایک اہم مانع انسان کی دنیا پرستی ہے کیونکہ اتحاد اسلامی بہت سی جگہ پر ایثار، عفو، بخشش، مال و منال کے انفاق وغیرہ کا محتاج ہے لیکن دنیا طلب افراد اپنی شہرت، مقام و منصب کے علاوہ کسی اور چیز کی فکر ہی نہیں کرتے، بحران زدہ صورت حال اور قوم و ملت کی لاچاری اور مشکلات کے وقت وہ بجائے اسکے کہ ایک لائق اور باصلاحیت افراد کو آگے بڑھنے کا موقع فراہم کرتے، اپنے منصب اور مقام کو دو ہاتھوں سے پکڑ کے، اپنے اور اپنی حزب اور پارٹی کی حمایت کر کے، اتحاد کی راہ میں روڑے اکھٹا کر دیتے ہیں ایسے افراد اتحاد کے محور اور رکن حبل اللہ کو تھامنے کے بجائے حبل الشیطان یعنی دنیا پرستی کو مضبوطی سے تھام کے ملت اسلامیہ کے اندر تفرقہ ایجاد کرتے ہیں ایسے افراد ایک حقیر چیز کے واسطے اپنے آپ کو نیچا گرا کے اسلام اور مسلمانوں کی شان و شوکت کو ویران کر دیتے ہیں استعماری طاقتیں بھی ایسے ہی پست اور گرے

ہوئے افراد کو مادی لالچ دے کے اتحاد اسلامی کو تفرقہ میں تبدیل کر دیتے ہیں قرآن کی نظر میں یہ لوگ ایسے ہیں کہ جب بھی کسی تجارت یا بیہودہ سر گرمی کو دیکھتے ہیں تو قوم وملت کے بنیادی اتحادی رکن، رہبر اور قائد کو ایک اکیلا چھوڑ کے چلے جاتے ہیں۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا انْفَضُّوْا اِلَيْهَا وَتَرَكُوْكَ قَاۤىِٕمًا۔۔۔[۷۹] اور اے پیغمبر یہ لوگ جب تجارت یا لہو و لعب کو دیکھتے ہیں تو اس کی طرف دوڑ پڑتے ہیں اور آپ کو تنہا کھڑا چھوڑ دیتے ہیں۔۔۔

اسی لئے امام علی علیہ السلام دنیا پرستی کو تمام برائیوں کی جڑ مانتے ہوئے فرماتے ہیں: حب الدنیا رأس الفتن [۸۰] دنیا کی محبت تمام فتنوں کی جڑ ہے۔

امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں: اِنّ النّاسَ عَبيدُ الدُّنْيا وَ الدِّينُ لَعْقٌ عَلى اَلْسِنَتِهِمْ يَحوطونَهُ ما دَرّتْمَعائِشُهُمْ فَاِذا مُحِّصوا بِالْبَلاءِ قَلّ الدّيّانونَ[۸۱] لوگ دنیا کے غلام ہیں اور دین انکا لقلقہ زبان، وہ تب تک دین کے محافظ ہیں جب تک انکی معیشتی زندگی صحیح چلتی ہے اور جب انکے امتحان کا وقت آتا ہے دیندار بہت کم رہ جاتے ہیں۔

اس اعتبار سے دنیا پرستی ہر زاویے سے اتحاد اسلامی کی راہ میں بنیادی رکاوٹ مانی جاتی ہے اسی لئے دنیا پرستی کی مذمت کے واسطے سینکڑوں احادیث اور آیات الٰہی وارد ہوئی ہیں اور یہ مذمت صرف اسی لئے ہو رہی ہے کہ دنیا پرستی بنی نوع انسان کے آپسی اتحاد اور میل جول اور روابط حسنہ کو مختل کر دیتی ہے۔

ب: بے جا تعصب

ایک اور مانع جو اتحاد کی راہ میں رکاوٹ حائل کرتا ہے اور بہت ہی مذموم اخلاقی صفت مانی جاتی ہے وہ کسی ایک شخص کا شخصی، مذہبی، سماجی، یا قومی سطح کا تعصب ہے ایک تعصب رکھنے والا شخص بنا کسی دلیل کے دوسرے آدمی کی صرف اس بناء پر حمایت کرتا ہے کہ وہ اس کے مذہب، ملت یا گروپ سے وابستہ ہوتا ہے یا پھر مد مقابل افراد، مذہب، قوم یا ملت کی مذمت کرتا ہے۔ صرف اپنی ملت، مذہب یا گروپ وغیرہ کے نظریہ کو حق اور حقیقت کا آئینہ سمجھ کے بقیہ سبھی اسکی نظر میں باطل دکھائی دیتے ہیں۔ دانشمند حضرات ایک متعصب شخص کو ایسے فرد سے تشبیہ دیتے ہیں جو ایک اکیلا شیشے سے بنی ہوئی محل میں رہتا ہو اور جس طرف بھی نظر دوڑاتا ہے وہاں اپنے علاوہ کسی اور کو نہیں دیکھ پاتا ہے۔

قرآن کریم انبیاء کرام علیہم السلام کی جانب سے مشرکین کو دی گئی اتحاد اور توحید کی دعوت کو ٹھکرانے کی وجہ صرف انکے خاندانی اور قبیلہ ای تعصب بتلاتے ہوئے فرماتا ہے: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِــعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَاءَنَا اَوَلَوْ كَانَ اٰبَاؤُهمْ لَا يَعْقِلُوْنَ [۸۲] جب ان سے کہا جاتا ہے کہ جو کچھ خدا نے نازل کیا ہے اس کا اتباع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم اس کا اتباع کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔ کیا یہ ایسا ہی کریں گے چاہیے ان کے باپ دادا بے عقل ہی رہے ہوں اور ہدایت یافتہ نہ رہے ہوں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے: بَلْ قَالُــوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَاءَنَا عَلٰٓي اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓي اٰثٰرِهمْ مُّهْتَدُوْنَ [۸۳] نہیں بلکہ انکا کہنا یہ ہے کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک طریقہ پر پایا ہے اور ہم انہیں کے نقش قدم پر ہدایت پانے والے ہیں۔ [۸۴] یہ آیات اگرچہ مشرکین کے تعصب کو بیان کر رہی ہیں جو اپنے قومی اور قبیلہ کی تعصب کی بنا پر اپنے آباء واجداد کی اندھی تقلید کرنے سے باز نہیں آتے ہیں اس لئے اتحاد کی دعوت توحید کو ٹھکرا رہے ہیں لیکن اس کا مفہوم اسی مورد سے مخصوص نہیں بلکہ آیہ شریفہ کا پیغام عام ہے اسی لئے کسی بھی چیز کے بارے میں ہر طرح کے تعصب رکھنے کی نفی کرتی ہے۔ اسلامی معارف اور احادیث میں بھی اسی وجہ سے تعصب رکھنے والے شخص کی بڑی شدت سے مذمت کی گئی ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

مَنْ تَعَصّبَ أَوْ تُعُصِّبَ لَهُ فَقَدْ خَلَعَ رَبَقَ الإيمان مِنْ عُنُقِهِ [۸۵] جو شخص تعصب کرے یا اسکے واسطے تعصب کیا جائے خدا ایمان کے بند اسکی گردن سے کھول دیتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرماتے ہیں: ليس منا من دعا عصبية و ليس منا من قاتل على عصبية و ليس منا من مات على عصبية [۸۶] وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھتا ہو اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب کی بنا پر لڑائی کرے اور وہ بھی ہم میں سے نہیں ہے جو تعصب رکھنے کی حالت ہی میں اس دنیا سے چلا جائے۔

پس تعصب نہ فقط انسان کی اتحاد کی راہ میں حائل ہو جاتا ہے اور ایک پرچم تلے جمع ہونے سے مانع بنتا ہے بلکہ اسے اسلام کے دائرے سے ہی باہر نکال دیتا ہے کیونکہ تعصب نہ فقط ایک رکاوٹ ہے بلکہ تفرقہ ایجاد کرنے میں اسکا ایک اساسی اور بنیادی رول ہے۔

ج: دوسروں کا مذاق اڑانا اور گالی دینا

جس طرح سے اچھے اخلاق اتحاد کی راہ کو ہموار کرنے میں اساسی کردار ادا کرتے ہیں اسی طرح برے اور مذموم اخلاق بھی اتحاد اسلامی کی راہ میں ایک اہم رکاوٹ کھڑی کر سکتے ہیں۔ خاص کر دوسروں کو برے القاب سے یاد کرنا، گالی دینا، مذاق اڑانا، دوسری کو رسوا اور ذلیل کرنا وغیرہ یہ سب ایسی بری صفات ہیں جو دوسروں کی اذیت و آذار کا سبب بنتی ہیں جس کی وجہ سے یکجہتی اور ہمدلی کی فضا خراب ہو کے دودلی، کینہ، دشمنی وغیرہ کی ہوا قائم ہو جاتی ہے جو آہستہ آہستہ اتحاد اسلامی کو دھیمک کی طرح اندر سے چاٹ کے ویران کر دیتی ہے۔ قرآن کریم کی آیات اور روایات اس برے اور تفرقہ انگیز کام سے بڑی شدت سے ممانعت کر رہی ہیں یہاں ان میں سے بعض اہم آیات اور روایات کی جانب اشارہ کریں گے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہورہا ہے: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ ۔۔۔[۸۷] اے ایمان والو خبردار کوئی قوم دوسری قوم کا مذاق نہ اڑائے کہ شاید وہ اس سے بہتر ہو اور عورتوں کی بھی کوئی جماعت دوسری جماعت کا مسخرہ نہ کرے کہ شاید وہی عوتیں ان سے بہتر ہوں اور آپس میں ایک دوسرے کو طعنے بھی نہ دینا اور برے برے القاب سے یاد بھی نہ کرنا کہ ایمان کے بعد بدکاری کا نام ہی بہت برا ہے۔۔۔

سورہ اعراف کی آیت نمبر ۳۳ میں حتی کفار کو گالیاں دینے سے باز رہنے کی تلقین ہورہی ہے کیونکہ اگر انجانے میں انہیں گالیاں دینے لگے تو وہ جان بوجھ کر تمہاری حقانیت کو گالیاں دیں گے جسکا نتیجہ تفرقہ کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ[۸۸] اور خبردار تم لوگ انہیں برا بھلا نہ کہو جن کو یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر پکارتے ہیں کہ اس طرح یہ دشمنی میں بغیر سمجھے بوجھے خدا کو برا بھلا کہیں گے۔

اس آیت سے یہی عمومی استفادہ ہورہا ہے کہ کسی بھی فرقہ یا مذہب کے ماننے والوں یا انکے اعتقاد کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیے ورنہ فساد اور لڑائی کے سوا کچھ حاصل ہونے والا نہیں اور یہ خود بخود اتحاد اسلامی میں ممانعت ایجاد کر سکتا ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیث مبارک جو تقریبا اہلسنت اور اہل تشیع کی تمام احادیث کی کتابوں میں مختلف طریقوں سے نقل ہوا ہے، مسلمان کے ساتھ بدکلامی اور بدرفتاری کرنے والے کو فاسق اور فاسد

قرار دیتا ہے۔سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوقٌ وَقِتَالُهُ كُفْرٌ [89] مسلمان کو غالی دینا گناہ ہے اور اسکا ناحق خون بہانے والا کافر ہے۔

ایک اور جگہ ارشاد فرماتے ہیں: لاَ تَحَاسَدُوا وَلاَ تَنَاجَشُوا وَلاَ تَبَاغَضُوا وَلاَ تَدَابَرُوا وَلاَ يَبِعْ أَحَدُكُمْ عَلَى بَيْعِ أَخِيهِ وَكُونُوا عِبَادَ اللهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لاَ يَظْلِمُهُ وَلاَ يَخْذُلُهُ وَلاَ يَحْقِرُهُ [90] ایک دوسرے سے حسد مت کرواور ایک دوسرے کے معاملے میں ٹانگ مت اڑاؤ، اور ایک دوسرے سے کینہ مت رکھو، اور ایک دوسرے کی طرف پیٹ مت کرو اور خرید وفروش میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا مت کرو۔ اے خدا کے بندو ایک دوسرے کے بھائی بنو مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں اسے ظلم نہیں کرتا، اسے اکیلا نہیں چھوڑتا اور اسکی حقارت نہیں کرتا ہے۔

یہ حدیث مبارک بھی واضح الفاظ میں مسلمانوں کوایک دوسرے کی برائی سے روکنے کی تلقین کر رہا ہے تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے سے کتنی آفتیں عالم اسلام اور مسلمانوں کو اٹھانی پڑی آج ضروت اس بات کی ہے ان آیات اور احادیث کو حرز جان بناکے عالم اسلام کے اتحاد اسلامی کے محافظ بنیں۔ بعض کم ظرف اور مغرض افراد یا دوسرے الفاظ میں یوں کہا جائے استعمار اور سامراج کے چیلے ان احادیث اور آیات کو نظرانداز کرکے نہ فقط مسلمانوں کو تہمت اور گالی گلوچ دینے کا فتوا صادر کرتے ہیں بلکہ مسلمانیت کا جھوٹا نقاب پہن کے مسلمانوں بھائیوں کے قتل وغارت کا بازار گرم کرکے اسے قابل پسند عمل جانتے ہیں وہ اسے غافل اور بے خبر کہ اسلام انہیں اپنے دائرے سے ہی باہر نکال دیتا ہے۔

سیاسی اور اجتماعی موانع

اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں نے ہر دور میں اتحاد اسلامی کی راہ میں ملت اسلامیہ کے سرحدوں کے اندر اور باہر سے سیاسی اور اجتماعی سطح پر ایسے موانع ایجاد کئے جن کی وجہ سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کا شیرازہ بکھر کے رہ گیا سیاسی اور اجتماعی سطح پر ایجاد کئے جانے والے موانع کسی بھی صورت میں اتحاد اسلامی کو قائم نہیں ہونے دیں گے آئے یہاں پر ایسے تین اہم موانع کی جانب اشارہ کریں گے جن کی عدم شناخت کی وجہ سے امت مسلمہ ہمیشہ سے اختلاف اور تفرقہ کے اندھیرے میں اپنی شان وشوکت کھو بیٹھی ہے۔

الف: استکبار

سیاسی اور اجتماعی حوالے سے اتحاد اسلامی کی راہ میں ایک اہم مانع استکباری طاقتیں ہیں اس بات کا نہ فقط قرآن کریم گواہ ہے بلکہ عالم انسانیت کی دورناک اجتماعی اور سیاسی تاریخ بھی اس کی ایک مظلوم اور ستمدیدہ عینی شاہد ہے۔ صدر اسلام میں اسلام اور مسلمانوں کے اتحاد اور یکجہتی کی طاقت اور قدرت کا مظاہرہ دیکھنے کے بعد استعماری اور استکباری طاقتوں کی یہی کوشش رہی ہے کبھی بھی کسی بھی صورت میں اتحاد اسلامی کو قائم نہ ہونے دیں لہذا ابتداء سے ہی امت مسلمہ کو استثمار اور استحصال کرنے کے واسطے اور ان میں پائی جانی والی اتحادی قدرت اور طاقت کو ختم کرنے کے لئے سلسلہ وار تحریک چلائی جس کا سر فہرست شعار یہی رکھا "تفرقہ ڈالو اور حکومت کرو"۔

قرآن کریم سب پہلی استکباری طاقت کو شیطان کی صورت میں معرفی کرتا ہے جس نے سب سے پہلے توحید مطلق کی بارگاہ میں اتحاد کی مخالفت کرتے ہوئے تفرقہ ایجاد کرنے کی ناکام کوشش کی۔ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ[۹۱] اس نے انکار کیا اور استکبار کیا اور کافرین میں ہو گیا۔ اِسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ[۹۲] ابلیس نے استکبار کیا اور کافرین میں ہو گیا۔

قرآن کریم ایسے افراد اور ایسی قوم کی حکایت پیش کرتا ہے کہ جنھوں نے استکباری روحیہ کی وجہ سے اپنے آپ اور اپنی قوم کو گمراہ کیا اور انبیاء کرام علیہم السلام کے پیغام وحدت کو سننے والے افراد کو مختلف گروہ ہوں میں بانٹ دیا جیسا کہ قوم عاد اور شعیب کے بارے ارشاد ہو رہا ہے: قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَکْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ یٰشُعَیْبُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْیَتِنَاۤ۔۔۔[۹۳] اور ان کی قوم کے مستکبرین نے کہا کہ اے شعیب ہم تم کو اور تمہارے ساتھ ایمان لانے والوں کو اپنی بستی سے نکال باہر کریں گے۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَکْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً۔۔۔[۹۴] پھر قوم عاد نے زمین میں ناحق بلندی اور برتری سے کام لیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ ہم سے زیادہ طاقت رکھنے والا کون ہے۔

سورہ نوح کی ساتویں آیہ مبارکہ میں پیغمبر نوح علیہ السلام کی دعوت توحید کی جانب اشارہ کرتے ہوئے ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ بھی توحید کے محور پر حق کی دعوت ٹھکرانے والے افراد کا سبب استکبار ہی بتلاتے ہیں۔ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوا اسْتِکْبَارًا

پس تاریخ بشریت میں استکبار ہمیشہ سے اتحاد کی راہ میں ایک بہت بڑی رکاوٹ کی صورت میں رونما ہوا ہے کیونکہ حق پر مبنی اتحاد استکباری طاقتوں کے منافع کے خلاف ہے لہذا جب تک اتحاد اسلامی کی صدائیں بلند ہیں استکبار کی سازشیں بھی مختلف صورتوں میں موجود ہونگی۔

ب: گوشہ نشینی

اسلام ایک اجتماعی دین ہے ہر فرد کو اجتماع میں حاضر رہنے کی تاکید کرتا ہے اجتماع میں حاضر ہو کے اپنی ذمہ داریوں کو سنبھالنا، اتحاد کے لوازمات میں سے ہے۔ جو لوگ نامعقول بہانہ بنا کے گوشہ نشینی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں اتحاد اسلامی کی راہ میں بڑی رکاوٹ کھڑی کر دیتے ہیں ایسے مسلمانوں کو اجنبی، استکباری اور استعماری طاقتیں نہ فقط اپنے ناپاک عزائم اور مقاصد کا نشانہ بنالیتی ہے بلکہ انہیں تشویق کر کے اتحاد اسلامی اور مسلمانوں کی جماعت سے دور رہنے میں حمایت بھی کرتی ہیں قرآن کریم شروع سے ہی گوشہ نشینی کے اس غیر اسلامی تفکر کی مخالفت کرتے ہوئے جمعیت مسلمین اور ان کے اتحاد کے ساتھ رہنے پر قطعی حکم صادر کرتے ہوئے فرماتاہے: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۔۔۔[۹۵] اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھو اور آپس میں تفرقہ پیدا نہ کرو۔

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اجتماع کو رحمت اور گوشہ نشینی کو عذاب قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔الْجَمَاعَةُ رَحْمَةٌ، وَالْفُرْقَةُ عَذَابٌ [۹۶] مسلمانوں کی جماعت (اتحاد اسلامی) رحمت ہے اور تفرقہ عذاب ہے۔

آپ ﷺ مسلمانوں کی جماعت سے دوری اختیار کرنے کو اسلام سے دوری کرنے کے مترادف جانتے ہیں: مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ وَالإِسْلَامَ شِبْرًا فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ [۹۷] جو شخص ایک وجب بھی مسلمانوں کی جماعت سے دوری اختیار کرے خدا اسکی گردن سے اسلام کے بند کھول دے گا۔

امام علی فرماتے ہیں: وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ [۹۸] مسلمانوں کی عظیم جماعت سے متصل رہو کیونکہ خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور تفرقہ سے پرہیز کرو۔

اتحاد کی صورت میں اجتماع کے ساتھ رہنا اجتماع میں موجود افراد کے اندر مشترکہ درد کا احساس دلاتا ہے لہذا اس اجتماعی فکر اور احساس کے ضمن میں پوری جمعیت اجتماعی طور پر مشکلات کو حل کرنے پر اتر آتی ہے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اسی مشترکہ احساس اور وحدت کی جانب اشارہ کرتے ہوئے تمام مسلمانوں کے واسطے یہی حکم صادر فرماتے ہیں: مَنْ اَصبَحَ و لم يَهْتَمُّ بِأُمورِ الْمُسْلِمِينَ فَلَيْسَ

مِنْهُمْ وَ مَنْ سَمِعَ رَجُلاً يُنادى يا لِلْمُسْلِمينَ فَلَمْ يُجِبْهُ فَلَيْسَ بِمُسْلِمٍ[99] جو اپنے دن کا آغاز اس حالت میں کرے کہ مسلمانوں کے کاموں کو اہمیت نہ دے اور انکی فکر میں نہ ہو وہ مسلمان نہیں ہے اور اگر کوئی مسلمان کسی شخص کی فریاد سنے جو مسلمانوں کو اپنی مدد کے لئے پکارتا ہو لیکن اسے جواب نہ دے، وہ بھی مسلمان نہیں ہے۔

پس اس گوشہ نشینی اور علیحدگی کی بڑی شدت سے مذمت ہو رہی ہے وہ صرف اسی لئے کہ یہ اتحاد اسلامی کی راہ میں حائل ایک اہم رکاوٹ ہے جسکی وجہ سے عالم اسلام اور مسلمان کبھی بھی کامیابی اور ترقی کی راہوں کو طے نہیں کر پائیں گے۔

ج: دشمنوں کی تفرقہ افکنی

اسلام دشمن عناصر ہمیشہ ظہور اسلام کے آغاز سے لیکر آج تک وحدت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے تفرقہ اندازی کی کوشش کرتے رہتے تھے اور کرتے ہیں اور آئندہ بھی انکی یہ کوشش چند برابر ہو جائے گی قرآن اور روایات اسلامی ہر دور میں مسلمانوں کو دشمنوں کی تفرقہ افکنی سے خبردار کرتی آرہی ہے۔ سب سے پہلے انسانیت کے سب سے بڑے دشمن کی تفرقہ اندازی کی جانب اشارہ ہو رہا ہے کہ یہ انسانیت اور بشریت کے کسی بھی اتحاد کو قائم ہونے سے روکنے اور تفرقہ اور جدائی ایجاد کرنے کی حتی الامکان کوشش کریگا۔ ارشاد ہو رہا ہے: اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْزَغُ بَيْنَهُمْ اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوًّا مُّبِيْنًا[100] شیطان یقیناان کے درمیان فساد ڈالنا چاہے گا کہ شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اس کے بعد انسانیت کے عظیم دشمن کے کارندوں اور چیلوں کی جانب اشارہ ہو رہا ہے کہ مسلمانوں کو انکی دشمنی اور تفرقہ افکنی سے ہوشیار رہنا چاہیے اور کسی بھی طرح کے بھید و باؤ سے انہیں آشکار نہیں کرانا چاہیے۔ يٰٓاَيُّها الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهمْ اَكْبَرُ ۔۔۔[101] اے ایمان والوں غیروں کو اپناراز دار نہ بنانا یہ تمہیں نقصان پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہ کریں گے یہ تمہاری مشقت اور مصیبت کے خواہشمند ہیں۔ ان کی عداوت زبان سے بھی ظاہر ہے اور جو دل میں چھپار کھا ہے وہ تو بہت زیادہ ہے۔

ایک اور جگہ اشارہ ہو رہا ہے کہ فرعون جیسے دشمن خدا نے لوگوں میں اختلاف ایجاد کر کے ان پر حکومت کی۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْاَرْضِ وَجَعَلَ اَہْلَهَا شِيَعًا يَّسْتَضْعِفُ طَايِفَةً۔۔۔[102] فرعون نے زمین

پر بلندی اختیار کی اور اس نے اہل زمین کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا کہ ایک گروہ نے دوسرے کو بالکل کمزور بنادیا۔

اسی تفرقہ افکنی کی جانب امام علی علیہ السلام نہج البلاغہ میں متعدد جگہ پر اشارہ کرتے ہوئے اسے شیطان کے اساسی منصوبہ اور کوشش کے طور پر بیان کرتے ہیں آپ ناکثین کی مذمت میں فرماتے ہیں: أَلاَ وَ إِنَّ اَلشَّيْطَانَ قَدْ ذَمَرَ ذَمَّرَ حِزْبَهُ وَ اِسْتَجْلَبَ جَلَبَهُ لِيَعُودَ اَلْجَوْرُ إِلَى أَوْطَانِهِ وَ يَرْجِعَ اَلْبَاطِلُ إِلَى نِصَابِهِ۔۔۔ [۱۰۳] آگاہ ہو جاؤ شیطان نے اپنے گروہ کو بھڑکانا شروع کر دیا ہے اور فوج کو جمع کر لیا ہے تاکہ ظلم اپنی منزل پر پلٹ آئے اور باطل اپنے مرکز کی طرف واپس آجائے۔

پس ان احادیث اور آیات کے اعتبار سے اتحاد اسلامی کے سیاسی اور اجتماعی موانع میں تفرقہ افکنی کی خاصی اہمیت ہے جسے انسانیت اور اسلام کے دشمن عصر انسانیت سے لیکر آج تک کام میں لا رہے ہیں تاکہ کسی بھی صورت میں بشریت اتحاد اور اسی طرح امت مسلمہ اتحاد اسلامی کی شکل اختیار نہ کر سکے۔

اتحاد اسلامی ایجاد کرنے کی راہیں

اتحاد اسلامی کی راہ میں حائل موانع کی شناسائی کے بعد میرے خیال سے ان راہوں اور طریقوں کی جانب اشارہ کرنا بے فایدہ نہ ہوگا جسے قرآن اور احادیث میں اتحاد اسلامی کے واسطے مقدمے کے طور پر بیان کیا گیا ہے جی ہاں موانع بیان کرنے کے بعد انہیں دور کرنے یا اتحاد پیدا کرنے کی راہوں کی نشان دہی ایک عقلی ضرورت معلوم ہوتی ہے تو آئے یہاں پہ اتحاد اسلامی کے ایسے طریقہ اور راہوں سے آشنا ہونے کی مختصر کوشش کرینگے جنہیں اپنانے سے اتحاد اسلامی نہ فقط امت اسلامیہ کے اندر بلکہ پوری کائنات میں رہنے والے بیدار فطرت انسانوں کے اعماق قلوب میں اپنا استحکام بحال کر سکتا ہے یہ سب راہیں ہمیں اتحاد اسلامی کی فضا کو ہموار کرنے میں ہماری مدد گار ثابت ہو سکتی ہیں۔ اگر چہ قرآن اور روایات میں بہت سی راہوں کو اتحاد اسلامی قائم کرنے کے واسطے پیدا کیا جا سکتا ہے لیکن ناچیز کی کوشش یہی رہے گی کہ مقالہ کی محدودیت کالحاظ کرتے ہوئے سب سے اہم راہوں پر روشنی ڈالی جائے۔

الف: اخوت اور بھائی چارہ

قرآن اور روایات میں اتحاد اور وحدت مسلمین کے لئے اخوت اور بھائی چارے کے مقولے کو کافی اہمیت دی گئی ہے مسلمانوں کے درمیان اخوت اور بھائی چارہ کا رشتہ سب سے زیادہ محبت آمیز اور مضبوط رشتہ

پایا جاتا ہے یہ اخوت اور بھائی چارہ جسکی تلاش میں ہمیشہ سے اسلام رہا ہے صرف اور صرف ایمان کی بنیاد پر وجود میں آتا ہے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکرر مسلمانوں کی اخوت اور بھائی چارے پر نہ فقط وقت و قت پر تاکید فرماتے تھے بلکہ عملی طور پر اس مسائلہ میں پیش قدم رہتے تھے آپ کا مدینہ پہنچتے ہی پیمان اخوت باندھنا اس بات کی روشن دلیل ہے کہ اتحاد اسلامی اور وحدت مسلمین کی بقاء میں ایک اہم کردار اخوت کو حاصل ہو سکتا ہے۔ حضرت امام خمینی (قدس سرہ) فرماتے ہیں: "اسلامی اخوت اور برادری وحدت اور انسجام اسلامی ایجاد کرنے کا ایک وسیلہ ہے اور معاشرے کی خیر و برکت کا سبب بنتا ہے۔"[۱۰۴]

رہبر معظم انقلاب حضرت سید علی خامنہ ای (مدظلہ عالی) فرماتے ہیں: "سب سے پہلا کام جو حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ پہنچتے ہی انجام دیا وہ مسلمانوں کے درمیاں عقد اخوت باندھنا تھا یعنی مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہم جو یہ کہتے ہیں کہ آپ ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں یہ اسلام کوئی تعارف نہیں کر رہا ہے یعنی حقیقت میں مسلمان ایک دوسرے پر حق برادری رکھتے ہیں اور ایک دوسرے کے مدیون ہیں بالکل جیسے بھائی بھائی ایک دوسرے کے مدیون ہوتے ہیں لہذا ایک دوسرے کے متقابل حقوق کو عملی شکل دیجئے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے عملی کرکے دکھایا۔"[۱۰۵]

قرآن کریم بھی بار بار اسی کلمہ اخوت پر زور دیتا ہے اور ایمان والوں کو ایک دوسرے کا بھائی بتلا کے انہیں آپس میں ایک دوسرے سے آشتی اور اتحاد کرنے کی سفارش کرتا ہے۔ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ۔۔۔[۱۰۶] مؤمنین آپس میں بالکل بھائی بھائی ہیں لہذا اپنے بھائیوں کے درمیان اصلاح کرو۔۔۔

اس سلسلے میں بہت سے احادیث اور روایتیں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہوئی ہیں جن کا تذکر اس مقالہ کے حوصلہ سے باہر ہے اسی لئے نمونہ کے طور پر چند احادیث کی طرف اشارہ کریں گے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: المؤمنون کالنفس الواحد[۱۰۷] صاحبان ایمان ایک جان ہیں۔ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ[۱۰۸] مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے۔المسلمون اخوة لا فضل لاحد علی احد الا بالتقوی[۱۰۹] مسلمان ایک دوسرے بھائی ہیں کسی کو بھی ایک دوسرے کے اوپر تقویٰ کے سوا کوئی فضیلت نہیں ہے۔

علامہ اقبال بھی فطرت کے اعلی مقاصد کی انتہا اور مسلمانوں کے اسرار کی کلید کو اخوت اور بھائی چارہ بتاتے ہوئے اپنے اشعار میں یوں اس بات کی تصریح فرماتے ہیں:

یہی مقصود فطرت ہے یہی رمز مسلمانی   اخوت کی جہانگیری محبت کی فراوانی [10]

ب: محبت

اس میں کوئی شک نہیں کہ جب دلوں میں ایک دوسرے کے واسطے محبت اور مودت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک ملت اور معاشرے کے آپسی روابط میں محبت حاکم فرما ہو جاتی ہے وہ ملت اور معاشرہ ہر طرح کے اختلاف اور فسادات سے سالم ہو جاتا ہے محبت نہ فقط ایک فرد کو مادی اور معنوی رشد عطا کرتی ہے بلکہ ایک ملت، قوم اور معاشرے کی سلامتی اور ترقی کا ضامن بھی بن جاتی ہے اور یہ محبت تب جاکے اپنا انوکھا اور لافانی انفرادی اور اجتماعی اثر دکھاتی ہے جب یہ خدا کی راہ میں خدا ہی کے لئے ہو ایسی صورت میں خدا بھی ایسے افراد سے محبت کرتا ہے بلکہ معاشرے کے افراد کے مابین پیدا ہونی والی محبت کی علت بھی خدا ہی قرار پاتا ہے۔ هوَالَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِه وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ [11] اور انکے دلوں میں محبت پیدا کردی ہے کہ اگر آپ ساری دنیا خرچ کردیتے تو بھی ان دلوں مین باہمی الفت نہیں پیدا کر سکتے تھے لیکن خدا نے یہ الفت و محبت پیدا کردی ہے۔ لہذا اس بنا پر محبت اور مودت اتحاد اسلامی کی فضا اور راہ ہموار کرنے میں اہم کردار نبھا سکتی ہے۔

قرآن کریم اسی امر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ [12] اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ خدا بھی تم سے محبت کرے گا۔ یعنی خدا سے محبت کرنے کا مطلب پیغبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام پر لبیک کہنے کا نام ہے جو توحید کلمہ کے محور پر اتحاد اسلامی قائم کرنے کے سوا کچھ اور نہیں ہے۔

احادیث اور روایات میں بھی اسی محبت کے مقولے پر کافی تاکید کی گئی ہے اور سب سے بہترین محبت کو خدا کے واسطے اور خدا ہی کے لئے بیان کیا گیا ہے آنحضو صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: إِنّ أَوْثَق عُرَى الْإِيمَانِ أَنْ تُحِبَّ فِي اللهِ ، وَتُبْغِضَ فِي اللهِ [13] اسلام کی سب سے زیادہ مضبوط رسی خدا ہی کے خاطر دوستی کرنا اور خدا ہی کے واسطے دشمنی کرنا۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں فرماتے ہیں: خير المومنين من كان مألّفة للمومنين لا خير فيمن لا يألّف ولا يألف [14] بہترین مومن وہ ہے جو دوسرے مومنین کی الفت اور محبت کا محور قرار پائے جو نہ الفت پا سکے اور نہ کسی سے الفت کر سکے اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔

امام علی علیہ السلام محبت کو اسلام کی بنیاد ہونے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "یہ اسلام وہ دین ہے جسے مالک نے اپنے لئے پسند فرمایا ہے اور اپنی نگاہوں میں اس کی دیکھ بھال کی ہے اور اسے بہترین خلائق کے حوالہ کیاہے اور اپنی محبت پر اس کے ستونوں کو قائم کیاہے۔"[۱۵] "المَوَدَّةُ قَرابَةٌ مُستَفادَةٌ محبت ایک اکتسابی قرابت ہے۔"[۱۶]

پس اس اعتبار سے محبت کی اپنی ایک خاصی اہمیت ہے جو ہر صورت میں اتحاد اسلامی کی کامیابی میں ایک اہم کردار نبھاسکتی ہے۔

ج: حسن معاشرت

اتحاد اسلامی کی راہ ہموار کرنے کا ایک اور وسیلہ حسن معاشرت ہے یہ بات مسلم ہے کہ لوگوں کے ساتھ حسن معاشرت سے پیش آنا آپسی میل جول میں حسن اخلاق کا مظاہرہ کرنا اس بات کا سبب بنتاہے کہ ایک معاشرے کے افراد کے درمیان روابط سالم اور بہتر طریقے سے انجام پائے امت اسلامیہ میں اتحاد اسلامی کی تقویت کے لئے روابط حسنہ ایک مقدمہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مسالمت آمیز ارتباط، دوستی، محبت، تواضع، انکساری، ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنا، اجتماعی امور میں شراکت، گفتار، کردار اور رفتار میں نرمی اور لطافت وغیرہ۔ یہ سب ایسے موارد ہیں جو حسن معاشرت کے ضمن میں آتے ہیں۔ در واقع حسن کردار اور حسن خلق، حسن روابط کا باعث بنتاہے جو دلوں کو نزدیک کرکے ان کے اندر ایک دوسرے کی محبت، ہمدردی اور ہمدلی کی فضا قائم کرکے اتحاد اسلامی کے واسطے ایک بہترین فضا ہموار کردیتاہے۔

قرآن اور احادیث کی کتابیں ایسی بہت ساری آیات اور احادیث سے بھری پڑی ہیں جو حسن معاشرت پر تاکید کرتی ہیں اس مختصر سے مقالے میں ان سبھوں کا تذکر کرنا حسب سابق ممکن نہیں ہے۔ نمونے کے واسطے صرف کچھ اہم آیتوں کی طرف اشارہ کریں۔

قرآن کریم میں پروردگار عالم کی جانب سے آنحضور ﷺ سے خطاب ہورہاہے: فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللهِ لِنتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ ۔۔۔"[۱۷] پیغمبر یہ اللہ کی مہربانی ہے کہ تم ان لوگوں کے لئے نرم ہو ورنہ اگر تم بد مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ تمہارے پاس سے بھاگ کھڑے ہوتے۔۔۔

اس آیہ مبارکہ میں صاف اس بات کی جانب اشارہ ہورہاہے کہ نرمی اور انکساری ایک دوسرے کی قربت اور ہمدلی کا سبب بنتے ہیں اور نرمی اور انکساری احلاق حسنہ کے بارز صفات میں سے ہیں۔

امام علی علیہ السلام کا اشاد گرامی ہے: خَالِطُوا النّاسَ مُخَالَطَةً إِنْ مِتُّمْ مَعَهَا بَكَوْا عَلَيْكُمْ، وَإِنْ عِشْتُمْ حَنُّوا إِلَيْكُمْ [۱۸] لوگوں کے ساتھ ایسا میل جول رکھو کہ مر جاؤ تو لوگ گریہ کریں اور زندہ رہو تو تمہارے مشتاق رہیں۔

عليكم بالتواصل و التباذل و ايا كم و التدابر و التقاطع [۱۹] ایک دوسرے کی امداد کرتے رہو اور خبردار ایک دوسرے سے منھ نہ پھیر لینا، اور تعلقات توڑ نہ لینا۔

امام باقر علیہ السلام فرماتے ہیں: یا معشر المومنین تألفوا و تعاطفوا [۲۰] اے جمعیت صاحب ایمان ایک دوسرے کے ساتھ الفت اور عطوفت کے میل جول بڑھاؤ۔

پس حسن معاشرت بھی اتحاد کی فضا ہموار کرنے میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔اس کے علاوہ اور بھی مقولات پائے جاتے ہیں جو اتحاد اسلامی ایجاد کرنے کی راہ میں مقدمہ کا کام انجام دے سکتے ہیں جن میں اسلامی احکامات کی ایک خاصی اہمیت ہے۔

اتحاد اسلامی کے آثار

کائنات کی ہر وہ چیز جو لباس وجود کو زیب تن کرتی ہے بہت سے آثار کا منشأ قرار پاتی ہے اس چیز کی ماہیت اور حقیقت کے اعتبار سے آثار یا مثبت ہونگے یا منفی۔ایک ملت کے افراد کے درمیان پائی جانے والی وحدت اور اتحاد، جسے خدا کی رحمت سے تعبیر کیا جاتا ہے، کے بھی بہت سارے مثبت آثار پائے جاتے ہیں ایک کلی نگاہ میں چند اہم آثار کو ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

الف: امن اور سلامتی

اتحاد اسلامی کا سب سے اہم اثر فرد اور معاشرے کی عزت، کرامت، سلامتی اور امن ہے جس کا فقدان تقریبا عصر حاضر کی ہر مسلم اور غیر مسلم ملت کے اندر بڑے ہی شد و مد سے پایا جاتا ہے اتحاد اسلامی ایک ایسی انوکھی اور بے مثال طاقت اور قدرت ہے جس کے سائے میں ایسی ساری انسانیت ساز چیزیں میسر ہیں جسکی تلاش میں آج پوری انسانیت لگی ہوئی ہے۔

صدر اسلام میں مسلمانوں کا اتحاد اس امر کا مبین گواہ ہے اور آیات قرآن میں بھی اس بات کی تصریح ہو رہی ہے کہ آپ لوگوں نے اتحاد کی روشنی میں نہ فقط اپنے آپ کو بلکہ پورے اسلامی معاشرے کو امن و سلامتی عطا کی اور بہت ہی قلیل تعداد ہونے کے باوجود بھی ہزاروں دشمنوں کی لشکر پر غالب آگئے اسکی

زندہ مثال جنگ بدر میں مسلمانوں کو حاصل ہونے والی بے مثال کامیابی کی شکل میں موجود ہے۔اس سلسلہ یں سورہ انفال کی آیتوں کو ملاحظہ کیا جاسکتا ہے

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده و المومن من امنه الناس علی دمائهم واموالهم [۲۱] مسلمان وہ ہے جسکے زبان اور ہاتھوں سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور مومن وہ ہے جس کے ہوتے ہوئے لوگ اپنے جان ومال کی امن وسلامتی کا احساس کریں۔

امام علی علیہ السلام (نہج البلاغہ خطبہ نمبر ۱۹۱) میں اتحاد کے اس اہم روانی اثر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "انکی ذلت کو عزت بخشی اور انکے خوف کو امن میں بدل دیا اور انہیں انسانوں کے حاکم اور پیشوا اقرار دیا خدا کی جانب سے انہیں اتنی کرامت اور عظمت عطا ہوئی کہ وہ تو اس بات کا گمان بھی نہیں کرتے تھے۔"

ان احادیث میں یہ بات واضح طور پر بیان ہو رہی ہے کہ اتحاد ہی امن اور سلامتی کا ضامن ہے۔

ب: حاکمیت

اتحاد اسلامی کا دوسرا اہم اثر مسلمانوں کی حاکمیت ہے اسکی زندہ مثال صدر اسلام کی وہ پہلی نصف صدی تاریخ کے صفحات پر روشن آفتاب کی طرح گواہ ہے جس میں مسلمانوں نے اتحاد اور یکجہتی کے سائے میں آدھی دنیا پر اسلامی حکومت کی بساط پھیلائی۔

امام علی علیہ السلام گزشتہ قوموں کے اتحاد کے مثبت اثرات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "گزشتہ قوموں کو دیکھو جب وہ ایک دوسرے سے متحد تھے ان کے دل اور نظریات یکسان تھے ایک دوسرے کے یاور ومددگار تھے شمشیریں ایک دوسرے کی مدد کے لئے اٹھاتے تھے انکے عزم وارادے ایک تھے، کیا وہ زمین کے مالک نہیں تھے اور دنیا پر حاکم نہیں تھے؟" [۲۲]

اس سے واضح ہو رہا ہے کہ امت مسلمہ میں بھی صرف اتحاد کی قدرت اور طاقت سے اسلام کی حاکمیت کا لوہا منوایا جاسکتا ہے۔اسی طرح اور بھی بہت سارے آثار جیسے دشمنوں پر کامیابی، صلح وآشتی، نزول برکات الہی، اخوت اور برادری، اقامہ امر بمعروف اور نہی از منکر وغیرہ بھی آیات اور روایات اسلامی میں اتحاد اسلامی کے مثبت آثار اور برکات میں سے ہیں لیکن مقالہ کی طوالت کے سبب ان کے تذکرہ سے صرف نظر ہی کرنی پڑے گی۔

اتحاد اسلامی کے اہداف

اس میں کوئی شک نہیں کہ ہر چیز کا ایک ہدف اور مقصد ہوتا ہے اور ہر چیز کے ہدف اور مقصد کی اہمیت اور ارزش کا اندازہ اس چیز کی ضرورت اور اہمیت یا پھر اسکے مقابل یا اضداد کے نقصان سے لگایا جا سکتا ہے اتحاد اسلامی کی اہمیت اور ضروت پر پہلے ہی بحث کر چکے ہیں، ان سب ضرورتوں کو مد نظر رکھ کے قرآن اور سنت کی روشنی میں اتحاد اسلامی اور مسلمانوں کی یکجہتی کا سب سے اہم اور بنیادی یا ایک کلی ہدف امت واحدہ کی تشکیل ہی ہے جسکے سایہ میں پوری کائنات میں حکومت اسلامی قائم کر کے اس قسط وعدل الٰہی کو اجرا کیا جائے گا جس کی تگ و دو میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام، اولیاء اور اصفیا نے انتھک کوششیں کی۔ قرآن اور سنت اسلامی اپنے تمام ابعاد میں اس امر کے مبین گواہ ہیں۔

امت واحد کی تشکیل:

امت واحدہ کی تشکیل انسان کی فطرت سیلم کی بیداری میں مضمر ہے عدل وانصاف، حق و حقیقت کی ترجمانی، آپسی بھائی چارہ، حسن اخلاق، حسن نظام وغیرہ سب کے سب اسی حکومت کے بنیادی پروگراموں میں سے ہیں جو امت واحدہ کی تشکیل سے وجود میں آئے گی۔

امت واحد کا ذکر قرآن مجید کی مختلف آیات میں ہوا ہے گرچہ یہ کلمہ بذات خود متعدد معنی میں استعمال ہوا ہے بعض آیتیں انبیاء کرام (علیہم السلام) سے مخاطب ہو کے انہیں انسانوں کو امت واحد کی تشکیل کے لئے خدا کے فرمان کی یاد دھانی کرانے پر تاکید کرتی ہیں ان آیتوں میں یہی اشارہ ہو رہا ہے کہ سارے انسان فطری اور طبیعی اعتبار سے ایک ہی امت ہیں اسی لئے انکی سرشت بھی اس بات کا تقاضا کرتی ہے کہ اسی جہت میں حرکت کریں لیکن آپسی اختلافات نے ان میں تفرقہ ڈال دیا۔

ارشاد ہو رہا ہے: اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ[۲۳] بیشک یہ امت (دین)، امت واحدہ ہے اور یہیں ہی تمہارا پروردگار ہوں لہذا میری عبادت کرو اور ان لوگوں نے اپنی امت کو بھی آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کئے ہیں حالانکہ یہ سب پلٹ کر ہماری ہی بارگاہ میں آنے والے ہیں۔

وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ[۲۴] بیشک یہ امت (دین)، امت واحدہ ہے اور میں ہی تمہارا پروردگار ہوں لہذا

بس مجھ سے ڈرو پھر یہ لوگ آپس میں ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے اور ہر گروہ جو کچھ بھی اسکے پاس ہے اسی پر خوش اور مگن ہے۔

ان آیات میں فطری وحدت اور اتحاد سے مراد یہ ہے کہ انبیاء کرام (علیہم السلام) کو اتحاد کی راہ میں حائل موانع دور کرنے ہونگے یہ آیتیں عبادت اور سرپرستی کے واسطے صرف خدا ہی کو لائق اور سزاوار جانتے ہوئے حقیقت میں اتحاد اسلامی کے سب سے بنیادی رکن کو محور بنا کے امت واحدہ کی بنیاد ڈالنا چاہتی ہیں۔ یہ آیتیں اس بات کی جانب اشارہ بھی کرتی ہیں کہ انبیاء ماسبق کی امتوں نے پوری تاریخ میں اس فطری امر کی نافرمانی کرکے اپنے آپ کو ہمیشہ کے لئے تفرقہ کی لعنت میں گرفتار کر لیا۔

بعض دوسری آیتیں امت واحد کی تشکیل کے واسطے خداوند عالم کے کسی بھی طرح کی جبر آمیز مشیت کو نفی کرتے ہوئے اس بات پر تاکید کرتی ہیں کہ خدا کا ارادہ یہی ہے کہ انسان اپنے اختیار اور انتخاب سے امت واحد کو تشکیل دیں۔ وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ لَجَعَلَكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّضِلُّ مَنْ يَّشَاءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَاءُ وَلَتُسْـــئَلُنَّ عَمَّا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ[۲۵] اور اگر پروردگار چاہتا تو جبرا تمہیں ایک قوم بنا دیتا لیکن وہ اختیار دے کے جسے چاہتا ہے گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے منزل ہدایت تک پہنچا دیتا ہے اور سے یقینا ان اعامل کے بارے میں سوال کیا جائے گا جو تم دنیا میں انجام دے رہے تھے۔[۲۶]

بعض اور آیتیں اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ تمام انسان پہلے امت واحد کی صورت میں تھے پھر انکے درمیان اختلاف پیدا ہوا اور اتحاد کا شیرازہ بکھر گیا۔ وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّآ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ[۲۷] سارے انسان فطرتا ایک ہی امت تھے پھر سب آپس میں الگ الگ ہو گئے اور اگر تمہارے رب کی بات پہلے سے طے نہ ہو چکی ہوتی تو یہ جس بات میں اختلاف کرتے ہیں اس کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔

علامہ طباطبائی اور فخر الدین رازی فرماتے ہیں: "اس آیہ شریفہ کی رو سے ماضی میں لوگ امت واحد ہی تھے اور ایک دین، دین توحید کے پیروکار تھے پھر اس میں اختلاف کیا کچھ موحد اور کچھ مشرک ہو گئے۔"[۲۸]

كَانَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَاَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِـيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِـيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ اِلَّا الَّذِيْنَ اُوْتُوْهُ مِنْۢ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ۔۔۔[۲۹]

(فطری اعتبار سے) سارے انسان ایک قوم تھے پھر اللہ نے بشارت دینے والے اور ڈرانے والے انبیاء بھیجے اور ان کے ساتھ برحق کتاب نازل کی تاکہ لوگوں کے اختلافات کا فیصلہ کریں اور اصل اختلاف انہیں لوگوں نے کیا ہے جنہیں کتاب مل گئی ہے اور ان پر آیات واضح ہو گئیں صرف بغاوت اور تعدی کی بنا پر۔۔۔

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ[۳۰] اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ تمام لوگ ایک ہی قوم ہو جائیں گے تو ہم رحمان کے انکار کرنے والوں کے لئے ان کے گھر کی چھتیں اور سیڑھیاں جن پر یہ چڑھتے ہیں، سب کو چاندی کا بنا دیتے۔

پس ان آیات کی روشنی میں تمام انسان پہلے امت واحد ہی تھے لیکن بعد میں انکے درمیاں اختلافات پیدا ہوئے خدا نے انبیاء کرام (علیہم السلام) کو انکے اختلافات دور کرنے اور اسی فطری امر یعنی امت واحدہ کی تشکیل کے واسطے بھیجا اور اس امت واحدہ کی تشکیل تب تک ناممکن ہے جب تک امت مسلمہ اتحاد اسلامی کے پرچم تلے ایک ہو کے اسکے مقدمات کے سامان فراہم نہ کریں اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری سیرت اس بات کی مبین گواہ ہے کہ آپ نے اتحاد اسلامی کی طاقت اور قدرت سے امت واحدہ کی تشکیل دے کے اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی آپ حضرت نے مدینہ پہنچنے کے بعد عقد اخوت باندھتے ہوئے اسی بات کی تاکید کی ان هذه امة واحده یہ میری امت، امت واحدہ ہے۔

نتیجہ

نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ اتحاد اسلامی کی تائید نہ صرف عقل اور منطق بلکہ شریعت اسلامی یعنی قرآن اور روایات میں بھی ہو رہی ہے اتحاد اسلامی عالم اسلام کے بنیادی مسائل میں سے ہے جس کے سائے ہیں مسلمان ہر دور میں عزت اور حاکمیت حاصل کر سکتے ہیں اسی اتحاد کی بدولت ملت اسلامیہ کی شان و شوکت اور مسلمان معاشرے اور اسلامی حکومتوں کی بقاء موجود ہے اس کے سائے میں تمام اسلام دشمن عناصر کو سرکوب کرنے اور دوسرے ٹیکنکل دنیا سے مقابلہ کرنے کی طاقت اور قوت ان کے اندر پیدا ہو سکتی ہے اسی اتحاد اسلامی کی مدد سے علمی، سائنسی، تحقیقاتی، اجتماعی، اقتصادی، سیاسی، ثقافتی میدانوں میں عالم اسلام کی ترقی اور پیشرفت ممکن ہے اتحاد اسلامی کے واسطے توحید، نبوت، رہبریت، قرآن، قبلہ وغیرہ مسلمانوں کے سب سے بنیادی اور اساسی ارکان ہیں جن پر پوری امت اسلامیہ مشترکہ طور پر ایمان رکھتی ہے اسی طرح سے شریعت نے عقل اور منطق کی بنیاد پر اتحاد اسلامی کی راہیں بھی مسلمانوں کو بتائی ہیں اور موانع ایجاد کرنے

والی راستوں کی نشاندہی بھی کی ہے ساتھ ہی اتحاد اسلامی کے برکات اور آثار کی جانب بھی آیات اور روایات میں اشارہ ملتا ہے اور آخر میں اتحاد اسلامی کے فلسفہ اور اہداف پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے اس دن کی امید کے ساتھ جب پوری کائنات میں اتحاد اسلامی کی برکت سے پرچم توحید لہرا کے نہ فقط مسلمان بلکہ پوری بشریت کی زندگی کے تمام جوانب میں امت واحدہ کی صورت میں وحدت کے گوہر کو تابناک کریگا۔

اللّٰهُمّ صَلِّ عَلَى مُحَمّدٍ وَآلِهِ، وَحَلِّنِي بِحِلْيَةِ الصّالِحِينَ، وَأَلْبِسْنِي زِينَةَ الْمُتّقِينَ فى بسط العدل و كظم الغيظ واطفاء النّائرة و ضَمّ أَهْلِ الْفُرْقَة، وَإِصْلاح ذَات البَين--- [۱۳۱]

* * * * *

حوالہ جات

---

[۱] ۔علامہ اقبال

[۲] ۔لغت نامہ دھخدا ،ج۱۵، ص۱۳۲

[۳] ۔مجمع البحرین، مرحوم طریحی، ج۴، ص ۴۷۶

[۴] ۔شش مقالہ ، شہید مطہری ، ص۲۱۲

[۵] ۔المیزان ، موسسہ مطبوعاتی اسماعلیان ۱۳۹۴ق۔ ج۴، ص ۱۳۵؛ تفسیر کبیر، بیروت دارالمعرفۃ ۱۴۱۴ ق۔ ج۵، ص ۱۶۷

[۶] ۔آل عمران : ۱۰۳

[۷] ۔انفال : ۴۶

[۸] ۔انعام : ۱۵۹

[۹] ۔روم : ۳۲، ۳۳

[۱۰] ۔آل عمران : ۱۰۵

[۱۱] ۔ شوری : ۱۳

[۱۲] ۔انعام : ۱۵۳

[۱۳] ۔ سنن ابی دوأد،۵۱۲۱

[۱۴] ۔ نہج الفصاحہ حدیث ۱۳۲۲؛ السنن لابن ابی عاصم ج۱، ص۱۰۴

[۱۵] ۔الکافی ج ،ص۴۰۴؛ نہج الفصاحہ حدیث ۲۷۶۹؛ السنن لابن ابی عاصم ج۲،ص ۴۲۱

[١٦] ۔السنن لابن ابی عاصم ،ج ١ حدیث ٦٨،ص ٩٠؛ نہج الفصاحۃحدیث ٢٣١١، ص ٨٨

[١٧] ۔کنزالعمال ، حدیث ٩٢٩

[١٨] ۔کنزالعمال، حدیث ٩٨٩

[١٩] ۔نہج البلاغہ، خطبہ ٨٩ ، ١٩٢

[٢٠] ۔ علامہ اقبال

[٢١] ۔نحل:٣٦

[٢٢] ۔شوریٰ:١٥

[٢٣] ۔آل عمران:٦٤

[٢٤] ۔ارشادمفید، ص٢١،بہ نقل از: مبانی نھضت احیای فکر دینی، محمد جواد صاجبی؛بوستان قم، ص٣٧۔ ١٣٨٠ھ

[٢٥] ۔تحف العقول ۴؛ جامع الاحادیث ، ج٣ ،ح ٥٧٣٦ ،ص ١١٠ حافظ علاء الدین عبدالرحمٰن سیوطی، دارالفکر بیروت ١۴١۴

[٢٦] ۔ صحیح مسلم ج١ ص ۴٥ ، امالی شیخ مفید ،ص ٣٥٣ : کنگرہ شیخ مفید ١۴١٣ھ

[٢٧] ۔خطبہ ١٨،ص ٥٩،ترجمہ ، علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، قم ؛انصاریان ٢٠٠٦ء

[٢٨] ۔مکتوب نمبر٥٨،ص ٦٠١،ترجمہ ، علامہ جوادی

[٢٩] ۔صحیفہ نور

[٣٠] ۔۴۔۴۔١٣٦٨ ۔WWW.LEADIR.IR

[٣١] ۔انفال:٢۴

[٣٢] ۔آل عمران:٣٢

[٣٣] ۔انفال:٢٠

[٣۴] ۔نور:٥۴

[٣٥] ۔آل عمران:١٣٢

[٣٦] ۔نور:٥٦

[٣٧] ۔نساء:٥٩

[٣٨] ۔نہج البلاغہ خطبہ١،ص ٣٣ترجمہ ، علامہ جوادی

[٣٩] ۔خطبہ ٢٣١،ص ٦٩۴ترجمہ ، علامہ جوادی

[۴٠] ۔۴۔١٢۔ ١٣٦٨

[۴١] ۔راز بزرگ رسالت٨، بہ نقل از اسرار پیشرفت مسلمین، ص٢۴١

[۴٢] ۔رموز بیخودی، ص١٣٢

[۴٣] ۔آل عمران:١٩

[۴۴] ۔روم:٣٠

[۴٥] ۔آل عمران:١٠٣

[۴۶] ۔قرآن در قرآن ، جوادی آملی ، ص ۲۱۶

[۴۷] ۔ نہج البلاغہ ،خطبہ ۱۵۲، ص ۶۰۱،ترجمہ ، علامہ جوادی

[۴۸] ۔فصلت ۴۱۔۴۲

[۴۹] ۔ نحل ۶۴

[۵۰] ۔الحیات، ترجمہ : احمد آرام، ج۲ ص ۱۴۹

[۵۱] ۔ نہج البلاغہ ،خطبہ ۱۲۷ ،ص۲۴۲، مرحوم دشتی

[۵۲] ۔خطبہ ۱۸،ص ۵۹،ترجمہ ، علامہ جوادی

[۵۳] ۔رعد ۷

[۵۴] ۔فاطر ۲۴

[۵۵] ۔امالی ج۱، ص ۱۴

[۵۶] ۔کشف الغمہ ، ج۳، ص۱۰۹

[۵۷] ۔نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۴۶

[۵۸] ۔نہج البلاغہ ، خطبہ ۱۱۹

[۵۹] ۔بحار الانوار ، ج۸، ص ۴۷۲

[۶۰] ۔حج ۲۵

[۶۱] ۔حج ۲۷۔۲۸۔۲۹

[۶۲] ۔ صحیح مسلم ج۱ ص ۴۵۔، امالی شیخ مفید ،ص ۳۵۳

[۶۳] ۔نہج الفصاحۃ۔ حدیث ۵۳۵،ص ۱۸۲

[۶۴] ۔خطبہ ۱۹۲،ص ۳۷۸،ترجمہ ، علامہ جوادی

[۶۵] ۔قصار ۲۳۴

[۶۶] ۔حج ، ص ۲۲، مرتضی مطہری

[۶۷] ۔سید علی خامنہ ای، پیام حج ، ذی الحجہ ۱۴۲۸ق

[۶۸] ۔حج ،ص ۱۸، مرتضی مطہری

[۶۹] ۔المیزان فی تفسیر القرآن ، ج۴ ، ص۱۲۵ اور ۱۲۶

[۷۰] ۔توبہ:۷۱

[۷۱] ۔مائدہ:۵۱

[۷۲] ۔مائدہ:۵۷

[۷۳] ۔نساء : ۱۴۴

[۷۴] ۔جامع الاحادیث ،ج۳ حدیث ۲۳۶۱۶، ص ۴۵۳، کنزالعمال حدیث ۷۵۷

[۷۵] ۔ تفسیر رازی، ابوالفتوح رازی، ج۲، ص ۴۵۰

[۷۶] ۔اتحاد اسلامی در آثار شہید مطہری، ص۱۰۱

۷۷ ۔ صحیح بخاری ،ص ۳۷؛ مسند احمد بن حنبل ، ج۴، ص ۲۷ از کتاب تاملی بر مسئلہ وحدت از دیرباز تا دیروز ،ص ۱۹
(اسی مضمون کے کچھ اور حدیث دوسرے اور منابع میں بھی آنحضور اور اھلیبت سے ذکر ہوے ہیں جیسے : کنز العمال حدیث ۷۵۹، نھج الفصاحہ حدیث ۱۱۲۹ ،اور حدیث ۳۱۰۶، ص ۵۲۷ اور ۵۳۰؛ بحار الانوار ، ج ۱۷ ص ۲۳۴)
۷۸ ۔علامہ اقبال
۷۹ ۔ جمعہ :۱۱
۸۰ ۔ غرر الحکم
۸۱ ۔ مقتل الخوارزمی ،ج۱؛ تحف العقول ،ص۱۷۴
۸۲ ۔بقرہ :۱۷۰
۸۳ ۔زخرف:۲۱
۸۴ ۔اسی مضمون سے مربوط آیتوں کو سورہ بقرہ ۱۰۴ اور سورہ لقمان ۲۱ میں ملاحظہ کیا جا سکتاہے۔
۸۵ ۔الکافی ، ج۲،، ص ۳۰۸
۸۶ ۔ سنن ابی دوائد،۵۱۲۱
۸۷ ۔ حجرات :۱۱
۸۸ ۔انعام:۱۰۸
۸۹ ۔ صحیح بخاری ، ج۱ حدیث ۴۶؛ صحیح مسلم ،ج۱ حدیث ۹۷؛ الکافی، ج۲ ص ۳۵۹
۹۰ ۔ صحیح مسلم ،ج۱۲ حدیث ۴۲۶؛ نہج الفصاحہ ۲۴۴۲، ۲۴۳۶، ص۷۰
۹۱ ۔بقرہ: ۳۴
۹۲ ۔ص :۷۴
۹۳ ۔اعراف :۸۸
۹۴ ۔ فصلت:۱۵
۹۵ ۔آل عمران:۱۰۳
۹۶ ۔ نہج الفصاحہ حدیث ۱۳۲۲؛ السنن لابن ابی عاصم ج۱، ص۱۰۴
۹۷ ۔الکافی ج۱ ،ص۴۰۴؛ نہج الفصاحہ حدیث ۲۷۶۹؛ السنن لابن ابی عاصم ج۲، ص ۴۲۱
۹۸ ۔ خطبہ ۱۴۷
۹۹ ۔ نہج الفصاحہ حدیث ۲۸۵۵؛ السنن لابن ابی عاصم ج۱، ص۱۰۰
۱۰۰ ۔اسراء ۵۳
۱۰۱ ۔آل عمران ۱۱۸
۱۰۲ ۔ قصص ۴
۱۰۳ ۔ نہج البلاغہ، خطبہ ۲۲

[۱۰۴] ۔جهان اسلام مشکلات و راهکارها،ص ۱۶۲
[۱۰۵] ۔منشور اتحاد ملی و انسجام اسلامی ، ص ۱۵۸
[۱۰۶] ۔حجرات ۱۰
[۱۰۷] ۔تفسیر رازی ، ابو الفتوح رازی ، ج ۲ ،ص ۴۵۰
[۱۰۸] ۔کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال ، ج ۱ ،ص ۱۴۹
[۱۰۹] ۔کنز العمال فی سنن الاقوال و الافعال ، ج ۱ ،ص ۱۴۹،؛ نہج الفصاحہ
[۱۱۰] ۔کلیات اقبال ، بانگ درا ص ۳۱۹
[۱۱۱] ۔انفال ۶۲۔۶۳
[۱۱۲] ۔آل عمران ۳۱
[۱۱۳] ۔نہج الفصاحہ ، حدیث ۸۴۲ ،ص ۴۵
[۱۱۴] ۔بحار الانوار ،ج ۷۱ ص ۳۹۳؛ جامع الاحادیث ،ج ۳، ۲۳۴۶۴، ص ۴۳۴
[۱۱۵] ۔خطبہ ۱۹۸،ص ۴۱۵،ترجمہ ، علامہ جوادی
[۱۱۶] ۔حکمت ۲۱۱
[۱۱۷] ۔آل عمران ۱۵۹
[۱۱۸] ۔حکمت ۱۰
[۱۱۹] ۔خط ۴۷
[۱۲۰] ۔الکافی ،ج ۲ ص ۳۴۵
[۱۲۱] ۔جامع الاحادیث ،ج ۷، حدیث ۲۳۵۲۶، صحیح بخاری ، ج ۱، ص ۱۵؛ نہج الفصاحۃ حدیث ۲۱۶۶، ص ۷۰
[۱۲۲] ۔خطبہ ۸۹ اور ۱۹۲
[۱۲۳] ۔انبیاء ۹۲۔۹۳
[۱۲۴] ۔مومنون ۵۲۔۵۳
[۱۲۵] ۔نحل: ۹۳
[۱۲۶] ۔اسی طرح سے سورہ ھود ۱۱۸، شوری ۸ اورمائدہ ۴۸ نمبر والی آیات شریفہ بھی اسی مضمون پر دلالت کرتی ہیں۔
[۱۲۷] ۔یونس ۱۹
[۱۲۸] ۔تفسیر المیزن۔ ج ۵ ص ۲۸؛ تفسیر الکبیر ۔ج ۶، ص ۶۴
[۱۲۹] ۔بقرہ ۲۱۳
[۱۳۰] ۔زخرف ۳۳
[۱۳۱] ۔دعاء مکارم الاخلاق، مفاتیح الجنان

منابع وماٰخذ

۱. قرآن مجید

۲. جوادی، سید ذیشان حیدر {مترجم} ،انوار القرآن، قم؛انصاریان ۲۰۰۷ء

۳. موسوی، سید حمید جاوید، اتحاد اسلامی در آثار شہید مطہری صدرا ۱۳۸۶ھ۔ش

۴. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، موسسہ الوفاء، بیروت لبنان ۱۴۰۴ق

۵. اردوش، محمد بن امیر، تاملی بر مسئلہ وحدت از دیر باز تا دیروز، مجمع جہانی تقریب مذاہب اسلامی، قم، ایران ۱۳۸۴ھ۔ش

۶. بصیرتی، حسن بن علی مکتب، تحف العقول عن آل الرسول قم، ایران، ۱۳۹۴ق

۷. رازی، محمد فخر الدین، تفسیر الکبیر، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ق

۸. طباطبائی، سید محمد حسین، تفسیر المیزان، موسسہ مطبوعاتی اسماعلیان، قم ایران، ۱۳۹۴

۹. سیوطی، علاء الدین عبد الرحمن، حافظ، جامع الاحادیث، دار الفکر، بیروت، لبنان، ۱۴۱۴ق

۱۰. مطہری، شہید مرتضی، حج انتشارات صدرا، تہران، ایران

۱۱. مطہری، شہید مرتضیٰ، دہ گفتار، انتشارات صدرا، تہران، ایران

۱۲. محمد اقبال، ڈاکٹر، موز بیخودی، کوہ نور پریس، دہلی، ۱۹۹۷ء

۱۳. خمینی، روح اللہ، امام، صحیفہ نور نشر و آثار امام خمینی، قم، ایران

۱۴. اربلی، علی بن الحسن، کشف الغمہ، مکتبہ بن ہاشمی، تبریز، ایران ۱۳۸۱ھ۔ش

۱۵. محمد اقبال، ڈاکٹر، کلیات اقبال ندیم یونس پرنٹرز، لاہور، س ن

۱۶. کلینی، محمد بن یعقوب، الکافی، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، ایران ۱۳۶۵ش

۱۷. آملی، جوادی، قرآن در قرآن نشر اسراء قم، ۱۳۷۸ھ۔ش

۱۸. صاجبی، محمد جواد، مبانی نہضت احیای فکر دینی، بوستان، قم، ایران ۱۳۸۰ش

۱۹. سبزیان، علی اکبر، منشور اتحاد ملی وانسجام اسلامی، انتشارات خادم الرضا، ایران ۱۳۸۶ش

۲۰. جوادی، سید ذیشان حیدر، {مترجم} نہج البلاغہ، انصاریان، قم، ایران ۲۰۰۶ء۔

۲۱. محمد دشتی، نہج البلاغہ {مترجم} ،انتشارات مشہور، قم، ایران، ۱۳۷۹ش

۲۲. ابراہیم احمدیان {مترجم} نہج الفصاحہ، نشر شہاب الدین، قم، ایران، ۱۳۸۵ش

۲۳. حر عاملی، محمد بن حسن، وسائل الشیعہ موسسہ آل البیت، قم، ایران، ۱۴۰۹ق

۲۴. مطہری، شہید مرتضیٰ یاداشتہای، انتشارات صدرا، تہران، ایران، ۱۳۷۸ش